پاکستان کسان مزدور تحریک

نیوز لیٹر

ایڈیٹوریل ٹیم : علی اکبر، راجہ مجیب، ظہور جوئیہ، ولی حیدر اور عذرا طلعت سعید

جنوری تا جون 2019

جلد نمبر 9 شمارہ نمبر 1

مجھے ہے حکم اذاں!

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ پاکستانی عوام خصوصاً کسانوں اور مزدوروں کی زندگی میں ابتری بڑھتی جارہی ہے۔ آزاد تجارت اور عالمگیریت پر مبنی عالمی اور اس کے زیر سایہ مقامی پالیسیوں کے نتیجہ میں سرمایہ دار طبقہ کا غلبہ مزید بڑھ رہا ہے۔ انہی پالیسیوں کے نتیجہ میں عوام بے روزگاری اور مہنگائی کے سمندر میں غوطہ زن ہیں۔ ایسے ہی حالات کی عکاسی بجٹ 20-2019 سے عیاں ہے جس میں کسانوں کو مراعات اور سہولیات دینے کے بجائے کھاد کے کارخانوں اور سرمایہ داروں کو مدد فراہم کی گئی ہے۔ دوسری طرف منڈی میں چھوٹے اور بے زمین کسانوں کی پیداوار کی قیمت پیداواری لاگت کے مقابلے میں نہ ہونے کے برابر ہے۔ اس لیے زراعت کسان کے لیے بوجھ بنتی جارہی ہے۔ پی کے ایم ٹی کے گیارہویں سالانہ اجلاس میں مقررین نے جدوجہد تیز کرنے اور حق کی خاطر لڑنے پر زور دیا کیونکہ زمینی قبضہ، زراعت میں غیرملکی سرمایہ کاری اور بین الاقوامی کمپنیوں کی یلغار، پدر شاہی کے اثرات، پانی کی غیر منصفانہ تقسیم، محنت کش طبقہ کا استحصال، روز بروز بڑھتا جارہا ہے۔

مزدوروں کے عالمی دن کے موقع پر یہ افسوسناک صورتحال سامنے آئی کہ حطار صنعتی زون جو کہ پاکستان کے چند بڑے صنعتی علاقوں میں شمار کیا جاتا ہے کے تقریباً تمام کارخانے کھلے ہوئے تھے۔ مزدوروں کا عالمی دن جسے دنیا بھر کے مزدوروں نے انتہائی سخت جدوجہد کے بعد حاصل کیا تھا، حطار کے مزدور یہ دن منانے سے قاصر رہے۔ یہ عمل اس سرمایہ دارانہ نظام میں موجود تضادات کو مزید واضح کرتا ہے جو نا صرف انسانی حقوق بلکہ مزدور حقوق کی بھی خلاف ورزی ہے۔ مقررین نے واضح کیا کہ آئی ایم ایف اور ڈبلیو ٹی او کی پالیسیوں پر عمل درآمد ''تبدیلی'' حکومت کی اولین ترجیح ہے جو عوام کے لیے مزید تباہی کا ساماں لیے ہوئے ہے۔

نوجوانوں کا اپنے ہی علاقوں/گاؤں میں تحقیق اور اس کی بنیاد پر شعوری فیصلہ سازی پاکستانی زرعی معیشت کے لیے بہت ضروری ہے زراعت کی ابتر حالت کے پیش نظر نوجوان اس شعبہ سے علیحدہ ہوتے جارہے ہیں۔ پی کے ایم ٹی نے معاشرے کے اس اہم ترین حصے کو ایسی تنقیدی، آ گہی اور تحقیق صلاحیتوں کو حاصل کرنے کے لیے مخصوص سیاسی و معاشی تربیتی عمل سے روشناس کرانے کا عمل شروع کیا ہے جس کے ذریعے وہ زراعت کی تباہی کی سیاسی و معاشی وجوہات کو سمجھ سکیں۔

پاکستان بھر میں پی کے ایم ٹی کے تحت لگائے جانے والے اجتماعی اور انفرادی بیج بینک زراعت میں خود مختاری کو عملی جامہ پہنانے کی ایک کاوش ہے۔ بیج کے ترمیمی بل 2015 کی منظوری جس کے ذریعہ بیج پر کمپنیوں کے قبضہ کی راہ ہموار کی گئی ہے، کے خلاف قانونی جدوجہد کے ساتھ ساتھ عملی جدوجہد وقت کی اشد ضرورت ہے۔

''تبدیلی'' کے اس ماحول میں کسانوں کے لیے کچھ تبدیل نہیں ہوا بلکہ استحصال کے کردار بدل گئے ہیں۔ اس ملک کے نوجوانوں، کسانوں غرض ہر شعبہ سے جڑے استحصال کے شکار طبقات کا استحصالی طبقے یعنی جاگیردار اور سرمایہ دار کے ظالمانہ غلبہ کے خلاف اٹھ کھڑا ہونا لازم ہے!

فہرست مضامین:

- پی کے ایم ٹی کا گیارہواں سالانہ اجلاس
- مزدوروں کا عالمی دن
- بے زمین کسانوں کا عالمی دن
- کسانوں کا مطالبہ
- پیداواری وسائل اور اختیارات تک رسائی
- پیداواری زراعت
- نوجوانوں کی شمولیاتی تحقیق تربیت تحقیق
- سندھ میں سڑک کی خستہ حالی
- پانی کی کمی اور اس کے نقصانات
- انسانی حقوق کا عالمی منشور
- بیج بینک 19-2018

پاکستان کسان مزدور تحریک نیوز لیٹر روٹس فار ایکوٹی (Roots for Equity) نے شائع کیا۔

سیکریٹریٹ: اے-1، فرسٹ فلور، بلاک 2، گلشن اقبال، کراچی۔ فون، فیکس: 34813320 21 92+ فیکس: 34813321 21 92+ بلاگ: pkmt.noblogs.org

پی کے ایم ٹی کا گیارہواں سالانہ اجلاس

رپورٹ: روٹس فار ایکوٹی

پاکستان کسان مزدور تحریک (پی کے ایم ٹی) کا گیارہواں سالانہ اجلاس 28، 29 دسمبر، 2018 کو رینیول سینٹر، لاہور میں ''پاکستان میں سرمایہ دارانہ زراعت کی یلغار: کسان تحریکوں کی ذمہ داری'' کے عنوان سے منعقد کیا گیا۔ اجلاس میں ملک بھر کے مختلف اضلاع سے پی کے ایم ٹی کے چھوٹے اور بے زمین کسانوں، مزدوروں اور دیگر شعبوں سے وابستہ ارکان نے شرکت کی۔ اجلاس میں نظامت کے فرائض پی کے ایم ٹی، ملتان کے رکن ظہور جوئیہ نے ادا کیے۔ اجلاس کے آغاز میں پی کے ایم ٹی پکار تھیٹر گروپ کی جانب سے جدید اور سرمایہ دارانہ زراعت کے چھوٹے کسانوں پر پڑنے والے اثرات، موسمی بحران اور دیسی بیجوں کے تحفظ سے متعلق ایک ناٹک بھی پیش کیا گیا۔

پی کے ایم ٹی کے مرکزی رابطہ کار الطاف حسین نے شرکاء کو خوش آمدید کہتے ہوئے کہا کہ آج ہم اپنے عہد کی تجدید کررہے ہیں۔ ساتھیو اب وقت ہے کہ ہم اپنے کسان مزدوروں کو جگائیں، اپنا بیج بچائیں ورنہ ہماری نسلیں غلام بن جائیں گی۔ ہم نے اس ملک کا نظام تبدیل کرنا ہے، یہاں ظلم پر مبنی نظام مسلط ہے۔ یہ کام پی کے ایم ٹی ہی کرسکتی ہے کیونکہ یہ تحریک رنگ، نسل، مذہب سے بالاتر چھوٹے اور بے زمین کسانوں اور مزدوروں کے حقوق کے لیے جدوجہد کررہی ہے اور ہمیں امید ہے کہ ہم اپنی منزل پالیں گے۔

مہمان مقرر معروف دانشور ڈاکٹر روبینہ سہگل نے اپنے مرکزی خطاب میں پاکستان کے موجودہ حالات پر بات کرتے ہوئے کہا کہ آج کل تبدیلی کا نعرہ عروج پر ہے کہ نئی حکومت آئی ہے، اب سب ٹھیک ہو جائے گا، سب کو حقوق مل جائیں گے، سب کو انصاف ملے گا وغیرہ وغیرہ۔ لیکن میرا تجزیہ ہے کہ پاکستان کی تمام سیاسی جماعتیں ایک خاص طبقہ کی نمائندہ ہیں جو اپنے مفادات سے ہٹ کر ہرگز ایسا نہیں کرسکتیں کہ سب کو انصاف ملے، روزگار ملے، عوام کو ان کے حقوق ملیں، کیونکہ یہ تمام بڑی سیاسی جماعتیں طبقاتی نظام کا حصہ ہیں۔ اب صورت حال یہ ہے کہ تبدیلی کا نعرہ لگانے والی جماعت کی ہی حکومت ہے، مگر کچھ بھی تبدیل نہیں ہوا۔ کسان کی حالت بدلی ہے نہ مزدور کی، نہ عورتوں کی اور نہ ہی اقلیتوں کے حالات میں کوئی تبدیلی آئی ہے کیونکہ ہر حکمران طبقہ عوام کو تقسیم کرکے ہی حکومت کرتا ہے، انہیں مذہب، زبان، قومیت، فرقے کے نام پر لڑاتا ہے، ایسے قوانین بناتا ہے جن کی وجہ سے ہم آپس میں ایک نہیں ہوسکتے اور اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ لسانی اور فرقہ وارانہ تفریق، توہین مذہب جیسے الزامات لگا کر ایک کو دوسرے کو قتل کیا جاتا ہے۔ یہ حکمران طبقہ اسمبلیوں میں ایسے قوانین نہیں بناتا جن کی مدد سے بڑے جاگیرداروں اور سرمایہ داروں پر ٹیکس لگایا جائے کیونکہ اسمبلیوں میں بھی یہی بڑے جاگیردار سرمایہ دار قابض ہیں۔ پی ٹی آئی اور اس جیسی کوئی بھی جماعت تبدیلی نہیں لاسکتی، ایسی تمام سیاسی جماعتیں صرف عوام کو دھوکہ ہی دے سکتی ہیں۔ تبدیلی صرف عوام سے آئے گی، تبدیلی آپ لوگوں کی جدوجہد سے آئے گی، اس جدوجہد سے آئے گی جو پی کے ایم ٹی کررہی ہے۔ تبدیلی تب آئی گی جب نجی ملکیت کا خاتمہ اور زمینوں کا بٹوارہ ہوگا، جب کارخانے اجتماعی ملکیت میں ہوں گے،

جب جاگیرداری اور سرمایہ داری نظام کا خاتمہ ہوگا تب حقیقی تبدیلی اور خوشحالی آئے گی۔

مہمان مقرر، ممتاز تاریخ دان ڈاکٹر مبارک علی نے تاریخ میں کسانوں کے کردار کے موضوع پر بات کرتے ہوئے کہا کہ ہم تاریخ کو مختلف ادوار میں تقسیم کرتے ہیں۔ ابتدائی دور کو شکار کے ذریعے خوراک کے حصول کا زمانہ کہتے ہیں جو تقریباً 10 لاکھ سال پر محیط رہا۔ اس دور میں انسان خانہ بدوشی کی حالت میں رہتے تھے، کوئی جائیداد یا نجی ملکیت نہیں تھی، امیر، غریب اور مرد و عورت میں کوئی تفریق نہیں تھی۔ اس زمانے میں انسان تقریباً تین گھنٹے کی مشقت سے خوراک تلاش کر لیتے تھے اور باقی وقت تفریح کرتے، گانا بجانا کرتے اور دنیا سے لطف اندوز ہوتے تھے۔ یہ دور انسانی تاریخ کا وہ سنہری دور تھا جس کی وجہ سے آج بھی انسان مساوات یعنی برابری کا حامی ہے، عورت اور مرد کے درمیان فرق کو ختم کرنے کا حامی ہے۔ اس دور کو پھر سے واپس لانے کے لیے آج بھی تحریکیں چل رہی ہیں۔ اس کے بعد کھیتی باڑی کا دور آیا اور کسان طبقہ پیدا ہوا۔ اوزار اور آلات بھی بننا شروع ہوئے اور مویشی پالنے کا آغاز ہوا۔ پہلے انسان شکار سے خوراک حاصل کرلیتا تھا، اس دور میں اس نے کھیتی باڑی کے ذریعے خوراک حاصل کرنا شروع کی اور اسے محفوظ کرنا بھی شروع کیا۔ اسی کھیتی باڑی کے دور نے انسانی معاشرے کو تبدیل بھی کیا کیونکہ اس زمانے میں بستیاں آباد ہوگئی تھیں اور تمام لوگ کھیتی باڑی نہیں کرتے تھے۔ کچھ لوگ مویشی پالتے تھے اور کچھ خانہ بدوش بھی تھے۔ خانہ بدوش بستیوں پر حملہ کرکے محفوظ کی گئی خوراک لوٹ لیتے تھے، اسی لیے کسانوں نے اپنی حفاظت کے لیے محافظوں کا ایک گروہ تیار کیا جسے کسان اپنی پیداوار سے ایک حصہ دیتے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ اچھی فصل کے لیے بہتر موسم اور آب و ہوا کی بھی ضرورت ہوتی ہے، اسی لیے دیوی دیوتاؤں کا تصور بھی وجود میں آیا۔ اچھے موسم کے لیے دیوی دیوتاؤں کی پوجا کی غرض سے کچھ لوگ مقرر کیے گئے اور انہیں بھی فصل میں سے حصہ دیا جاتا تھا۔ اس طرح محافظ اور مذہبی طبقہ پیدا ہوا جو غیر پیداواری طبقہ تھا۔ اوزاروں اور آلات کی پیداوار کے لیے کاریگروں کا طبقہ پیدا ہوا جو کانسی، لوہے وغیرہ سے اوزار بناتے تھے۔ اس طبقہ کا انحصار بھی کسانوں کی پیداوار پر ہی تھا۔ اس طرح معاشرے کی تشکیل اور تہذیب و ترقی میں کسانوں کا اہم کردار رہا ہے۔

محافظوں کے پاس چونکہ ہتھیار تھے تو انھوں نے کسانوں کو دبانا شروع کیا اور ان کا استحصال شروع کردیا۔ محافظ کسانوں سے زیادہ پیداوار مانگنے لگے اور کسانوں کے پاس پیداوار کا اتنا ہی حصہ چھوڑتے تھے جس سے بمشکل ان کا گزارہ ہوتا تھا۔ یہاں سے امرا، فوج، افسر شاہی وغیرہ کا طبقہ وجود میں آیا جس نے کسانوں پر ظالمانہ ٹیکس عائد کیے۔ اس دور سے پھر ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا میں کسانوں کی بغاوتیں شروع ہوتی ہیں۔ یہ بغاوتیں اس لیے ناکام ہوتی تھیں کہ کسانوں کے پاس ہتھیار نہیں ہوتے تھے۔ ہتھیار صرف بادشاہوں، محافظوں، جاگیرداروں کے پاس ہوتے تھے جو اپنی طاقت کی بنا پر کسانوں کی بغاوتوں کو کچلتے رہے ہیں۔ یہ بغاوتیں ناانصافی، ظلم اور استحصال کے خلاف ہوتی ہیں۔ کسانوں کی زیادہ تر بغاوتیں چین میں ہوئی ہیں اور ان میں سے کچھ کامیاب بھی ہوئیں لیکن جب بغاوتیں کامیاب ہوئیں تو ان کے سربراہوں نے اسی طرح حکمرانی کی جس طرح بادشاہ یا جاگیردار کیا کرتے تھے۔ ان سربراہوں نے کسانوں کے لیے کچھ نہیں کیا سوائے خود کو اور اپنے خاندان کو فائدہ پہنچانے کے۔ یوں کسانوں کی یہ مزاحمت ضائع ہوگئی۔ یورپ میں بھی کسانوں کی بغاوتیں ہوئیں۔ لندن میں کسانوں نے امراء کے محلات، ان کا سامان یہاں تک کہ پورے شہر پر قبضہ کرلیا مگر کسان سمجھتے تھے کہ ان کے مسائل ان کا بادشاہ حل کرے گا۔ بادشاہ نے کسانوں سے وعدہ کیا کہ ان کے مطالبات پورے کیے جائیں گے۔ لیکن دوسرے دن بادشاہ پوری تیاری سے آیا، کسان رہنماؤں کو قتل کردیا گیا اور کسانوں کا بھی قتل عام ہوا۔ یوں کسانوں کی یہ بغاوت بھی ناکام ہوگئی۔ اسی طرح 1532 میں جرمنی میں کسانوں کی بڑی بغاوت ہوئی جس میں کسانوں نے ظالم جاگیرداروں اور امراء کے محلات پر ناصرف قبضہ کیا بلکہ اپنے ساتھ ہونے والے ظلم کی بنا پر انہیں قتل بھی کیا۔ کسانوں کی اس بغاوت سے جرمنی کے حکمران بہت خوف زدہ ہوئے لیکن کسان تحریک کا رہنما جرمن حکمرانوں کے ساتھ مل گیا۔ اس نے کہا کہ کسان بڑے ظالم اور بدمعاش ہیں انہیں ختم کر دینا چاہیے، انہیں کچل دینا چاہیے۔ اس طرح سب حکمرانوں نے مل کر کسانوں کی اس بغاوت کو کچل دیا۔ 1789 میں انقلاب فرانس میں کسانوں کی بڑی بغاوت ہوئی جس کے نتیجے میں دیہات میں کسانوں نے جاگیرداروں کے محلات کو سامان سمیت جلا ڈالا۔ یہاں سے فرانس میں جاگیرداری نظام کا خاتمہ ہوا اور ایک قومی ریاست قائم ہوئی جس میں کسانوں کو بھی حصہ دیا گیا۔ یہ ایک سیکولر ریاست تھی جس میں تمام اداروں کو بھی قومی بنا دیا گیا۔ اس قومی ریاست کا فرانس سمیت پورے یورپ پر گہرا اثر ہوا۔

ہندوستان میں بھی کسانوں کی بغاوتیں ہوئیں مگر زیادہ موثر نہ ہو سکیں۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ یہاں ذات پات کا نظام بہت سخت تھا جس کی گرفت سے نکلنا بہت مشکل تھا۔

بھارت اور پاکستان میں کمیونسٹ جماعتیں یا بائیں بازو کی جماعتیں بنیں تو ان کی توجہ مزدوروں کی طرف تو تھی کسانوں کی طرف نہیں تھی۔ یہ جماعتیں سمجھتی تھیں کہ انقلاب کسان نہیں صرف مزدور ہی لاسکتے ہیں۔ کسانوں کی طرف جس رہنما نے توجہ دی وہ چین میں ماؤزے تنگ تھا جو کسانوں کے ذریعے انقلاب لایا اور ثابت کیا صرف مزدور ہی انقلاب نہیں لاسکتے بلکہ ہر مظلوم طبقہ انقلاب لاسکتا ہے۔ اسی لیے پاکستان میں بھی بائیں بازو کے ساتھیوں نے کسانوں کی طرف بھی توجہ دی۔ جیسے کہ ہشت نگر میں کسانوں کی بڑی کانفرنس ہوئی جس میں پورے ملک سے کسان جمع ہوئے، یہ ایک انقلابی کانفرنس تھی۔لیکن پھر آہستہ آہستہ کسانوں کی تحریکیں کمزور ہونا شروع ہوئیں اور سیاسی جماعتوں نے ان کی جگہ لے لی جو کسی بھی طرح کسانوں کے حقوق کے لیے کام نہیں کررہی ہیں، یہ سیاسی جماعتیں جاگیردار سرمایہ دار طبقے کی نمائندگی کرتی ہیں۔

یہ کہا جاتا ہے کہ تبدیلی کے دو راستے ہیں۔ ایک اصلاحات کے ذریعے اپنے معاشرے کو تبدیل کیا جاسکتا ہے جس میں حکمران طبقہ محروم طبقے کو حقوق اور مراعات دیدے تو تبدیلی آسکتی ہے جس کے ابھی تک دور دور تک کوئی آثار نظر نہیں آتے، کیوں کہ حکمران طبقہ کسی صورت اپنی مراعات چھوڑنے پر راضی نہیں ہے، دوسرا راستہ انقلاب کا راستہ ہے جس کے لیے کسانوں، مزدوروں، خانہ بدوش اور محروم طبقات کو متحد ہونا ضروری ہے۔

پہلے سیشن کے آغاز پر روٹس فار ایکوٹی کی عذرا طلعت سعید نے بدلتے ہوئے عالمی سیاسی منظرنامے اور پی کے ایم ٹی کے نکتہ نظر پر بات کرتے ہوئے کہا کہ جب پی کے ایم ٹی کا قیام عمل میں آیا تو وہ زمانہ عالمگیریت کا تھا۔ 1995 سے 2015 تک ہم نے نئی طرز معیشت دیکھی ہے اور آج دنیا میں بڑی تبدیلی آچکی ہے۔ کسان مزدور جماعت ہونے کے ناتے ہمارا فرض ہے کہ عالمی معاشی، سیاسی حالات کو سمجھیں کیونکہ اس کے بغیر مستقبل کے لیے مزاحمتی راہیں تلاش کرنا ممکن نہیں۔ سوچ سمجھ کر سیاسی فیصلہ سازی کے بغیر کسان مزدور مقاصد کا حصول ناممکن ہے۔

1947 میں سرد جنگ کا آغاز ہوا، اس وقت دو بڑی طاقتیں تھی۔ ایک سرمایہ دار ممالک جن میں امریکہ، جاپان اور یورپی ممالک شامل تھے، دوسری طاقت اشتراکی نظام پر یقین رکھتی تھی جن میں چین اور روس شامل تھے۔ سرمایہ دارانہ نظام منافع کی بنیاد پر قائم ہے جس میں سرمایہ دار مزدوروں کا استحصال کرکے منافع کماتا ہے۔ اس نظام میں طبقات پائے جاتے ہیں جیسے مزدور اور سرمایہ دار طبقہ۔ اشتراکیت ایک مختلف سوچ تھی جو اس طبقاتی نظام کے خاتمے کے لیے کھڑی کی گئی تاکہ مزدور اور محنت کش طبقے کا بول بالا ہو۔ 1990 کے بعد روس بکھر گیا، اشتراکیت کا زوال شروع ہوا اور سرمایہ دارانہ نظام مضبوط ہوگیا، عالمگیریت کا دور شروع ہوا اور بڑے بڑے سرمایہ دار اور صنعتی ممالک سامنے آئے جن میں امریکہ، جاپان، کینیڈا، برطانیہ، جرمنی، اٹلی اور فرانس شامل ہیں۔ ان سرمایہ دار ممالک میں اب روس اور چین بھی شامل ہوگئے ہیں جو پہلے اشتراکیت پر یقین رکھتے تھے۔ سرمایہ دارانہ نظام کی مضبوطی کے بعد ہماری حکومتوں نے عوام کو زرتلافی، مراعات، روزگار، سستی تعلیم اور علاج کی فراہمی بند کرنا شروع کردی۔ اس دور کو عالمگیریت کا دور کہتے ہیں جس میں حکومت کی جانب سے عوام کو بنیادی ضروریات اور سہولیات کی فراہمی بند یا کم ہو جائے اور مہنگائی، بے روزگاری اور غربت میں اضافہ ہو جائے۔

پاکستان وہ بدقسمت ملک ہے جس نے ایک ہی وقت میں دو سامراجی قوتوں کا سامنا کیا ہے۔ 2015 میں چین پاکستان اقتصادی راہداری منصوبے کے آغاز سے امریکی سامراج کے ساتھ چینی سامراج کے دور کا آغاز ہوچکا ہے۔ پاکستانی معیشت پر آہستہ آہستہ چینی غلبہ بڑھنے کا خدشہ ہے۔ اس منصوبے سے جڑے شاہراؤں کی تعمیر اور دیگر منصوبوں سے متعلقہ علاقوں کے عوام بہت تنگ ہیں جن کی زمینیں کوڑیوں کے مول جبراً لے لی گئی ہیں۔

چین پاکستان میں خصوصی اقتصادی زون بنا رہا ہے جہاں بڑے پیمانے پر مصنوعات تیار کی جائیں گی، جیسے کہ شمسی توانائی کے پینل وغیرہ۔ یہ تمام اشیاء چین برآمد کرے گا اور ہمارے مزدوروں کو کم معاوضہ دے کر منافع کمائے گا۔ آج ہمارے مزدوروں کی جو حالت ہے وہ اسی استحصال کی وجہ سے ہے اور وہ مشکل ترین حالات میں بیرون ملک مزدوری کرنے پر بھی مجبور ہیں۔

اگر ہم اب بھی مذہب، رنگ، نسل، زبان کی سیاست سے باہر نہ نکلے تو یہ سرمایہ دار، ظالم اور استحصالی قوتیں کامیاب ہوجائیں گی۔ اس لیے آپس میں تفریق نہ کریں، ہم ملک بھر کے کسان مزدور ایک ہیں۔ مزدور طبقے کی سیاست کو سمجھیں، دل چھوٹا نہ کریں، منظم ہو جائیں اور اپنی زمین واپس لینے کی کوشش کریں، ہم تعداد میں کروڑوں ہیں، ہم مل جائیں تو کوئی ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔

پی کے ایم ٹی ہری پور کے رکن طارق محمود نے موجودہ حکومت کی ترجیحات پر بات کرتے ہوئے کہا کہ حکومت نے ابتدائی 100 دنوں میں بہت کچھ کرنے کے دعوے کیے تھے جن میں سے چند پر میں بات کروں گا۔ سب سے پہلے معیشت کی بحالی کا وعدہ کیا گیا اور ایک کروڑ ملازمتیں دینے کی بات ہوئی۔ ہمیں دیکھنا چاہیے کہ یہ نعرے قابل عمل ہیں یا نہیں۔ اگر حکومت پانچ ہزار سے زیادہ ملازمتیں ایک دن میں دے تو پانچ سالوں میں ایک کروڑ نوکریاں دے سکتی ہے۔ اسی طرح حکومت نے 5,000,000 گھر بنانے کا دعویٰ کیا جس پر 180 بلین ڈالر سرمایہ کاری کی ضرورت ہوگی۔ اگر حکومت روزانہ 2,777 گھر بنائے تو یہ ہدف پورا کیا جاسکتا ہے لیکن اس منصوبے پر خرچ ہونے والی رقم کہاں سے آئے گی اس کا اب تک کچھ پتا نہیں ہے۔

پی کے ایم ٹی، ضلع گھوٹکی کے رکن راجہ مجیب نے سی پیک اور دیگر منصوبوں کے عوام پر پڑنے والے اثرات پر بات کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان کی تقریباً 60 فیصد آبادی دیہات میں رہتی ہے جن میں اکثریت چھوٹے اور بے زمین کسانوں کی ہے۔ یہ لوگ صرف کھیتی باڑی کرنا جانتے ہیں، یہی ان کا روزگار بھی ہے اور خوراک کے حصول کا ذریعہ بھی۔ سی پیک اور دیگر ترقیاتی، پیداواری منصوبوں کے لیے ملک بھر میں کسانوں سے زمین حاصل کی گئی ہے۔ صرف ملتان تا سکھر موٹر وے کے لیے ہی 1,000 ایکڑ سے زیادہ زرعی زمین حاصل کی گئی ہے جبکہ سروس اسٹیشن اور بالائی گزرگاہوں (انٹرچینج) کی تعمیر اس کے علاوہ ہے، یہ تمام حاصل کردہ زمین سرسبز اور زرخیز تھی۔ ان حقائق سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ جب اس طرح کی تین شاہرائیں گلگت سے گوادر تک بنائی جائیں گی تو کتنے بڑے پیمانے پر زرعی زمین کسانوں سے لی جائے گی۔ اسی طرح ساہیوال میں کوئلے سے چلنے والا بجلی گھر تعمیر کیا گیا ہے اور حطار، ہری پور میں خصوصی اقتصادی زون تعمیر کیا جارہا ہے۔ ان دونوں منصوبوں کے لیے بھی ہزاروں ایکڑ زمین کسانوں سے چھین لی گئی جو زرخیز زرعی زمین تھی۔ تھرپارکر، سندھ میں کوئلہ نکالنے کے عمل میں جو زیرزمین پانی نکل رہا ہے اسے ذخیرہ کرنے کے لیے ڈیم بنایا جارہا ہے۔ اس ڈیم کی تعمیر کے لیے بھی ہزاروں ایکڑ زمین حاصل کی گئی ہے جس کے خلاف مقامی لوگ آج تک احتجاج کررہے ہیں۔ سی پیک منصوبوں کے لیے ملک بھر میں حاصل کی گئی زمین کی قیمت کسانوں اور مقامی افراد کو منڈی کے نرخوں سے بہت کم دی گئی اور متاثرین کو معاوضہ دینے کا عمل بھی بہت مشکل بنایا گیا تھا۔ یقیناً سی پیک کے تحت جاری یہ منصوبے جب مکمل ہوں گے اور جو صنعتیں قائم ہوں گی ان میں زیادہ تر چین کے اپنے مزدور کام کریں گے، جن کی تیار کردہ مصنوعات ملک بھر میں فروخت ہوں گی، آلودگی بڑھے گی اور ہمارے مقامی وسائل کا بے دریغ استعمال ہوگا۔

دوسرے سیشن کے آغاز پر پی کے ایم ٹی، ہری پور کے رکن آصف خان نے پاکستان میں جدید زراعت کے موضوع پر بات کرتے ہوئے کہا کہ جدید اور کارپوریٹ زراعت سراسر محتاجی، بھوک، غربت اور غلامی ہے لیکن ذرائع ابلاغ اور جلسے جلوسوں میں عوام کو باور کرایا جاتا ہے کہ ہماری نجات صرف جدید زراعت میں ہی ہے۔ عوام بھی جلد ان باتوں میں آجاتے ہیں، اس کی ایک وجہ نوآبادیاتی دور ہے جس میں امیر اور غریب طبقہ میں واضح فرق پیدا ہوا۔ اشرافیہ نے عوام کو جدید علوم اور جدید ٹیکنالوجی کے حصول سے جان بوجھ کر دور رکھا، عوام ان پڑھ رہ گئے جس کی وجہ سے وہ جلد اس جدیدیت کے زیر اثر ہو جاتے ہیں۔ جس طرح اسلحہ کے زور پر قبضہ کیا جاتا ہے اسی طرح اب جدید ٹیکنالوجی اور سائنس کو قبضے اور استحصال کے لیے ہتھیار کے طور پر استعمال کیا جارہا ہے۔

ایسی ہی ایک ٹیکنالوجی ''سبز انقلاب'' کے ذریعے زراعت پر کمپنیوں کا اختیار شروع ہوا اور اس کے بعد اسٹرکچرل ایڈجسٹمنٹ پروگرام (سیپ)،

عالمی تجارتی ادارہ (ڈبلیو ٹی او)، عالمی بینک، یو ایس ایڈ اور آئی ایم ایف کی پالیسوں نے زراعت پر کمپنیوں کے اختیار کو مزید مضبوط کیا اور کسان کو محتاج بنایا گیا۔ ان پالیسیوں کی وجہ سے غربت، مہنگائی، بے روزگاری میں اضافہ ہوا جنھیں ہماری حکومت آج تک نافذ کرنے میں پیش پیش ہے۔ ان پالیسیوں میں سیڈ ایکٹ 2015 کی منظوری، زراعت اور مال مویشی شعبہ میں سرمایہ کاری کے فروغ اور دیہی علاقوں میں ان شعبوں کو مستحکم کرنا، زرعی مداخل پر زرتلافی کے حصول کے لیے الیکٹرانک واؤچر تک رسائی، جیسے اقدامات شامل ہیں۔ جدت پر مبنی یہ پالیسیاں اور قوانین ہزاروں سال پرانے بیجوں اور مویشیوں کی نسلوں کے خاتمے اور ان پر کمپنیوں کے قبضے کے لیے ایک ہتھیار کے طور پر استعمال کیے جارہے ہیں جس سے سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کے منافع میں اضافہ ہوگا اور ساتھ ساتھ غربت، مہنگائی، بھوک، بے روزگاری میں بھی اضافہ ہوگا۔ ہمارے کسانوں کی فلاح پائیدار زراعت میں ہے، خوراک کی خود مختاری میں ہے جس کے لیے عوام بالخصوص چھوٹے اور بے زمین کسان مزدوروں کو منظّم ہوکر جدوجہد کرنی ہوگی۔

روٹس فار ایکوٹی کے جنید احمد نے پاکستان میں پانی کی کمی اور اس کی وجوہات کا تاریخی اور حالیہ پس منظر بیان کرتے ہوئے کہا کہ متحدہ ہندوستان ہمالیہ، ہندوکش اور قراقرم کے برفانی پہاڑی سلسلے پر واقع ہے جہاں برفانی پہاڑوں یعنی گلیشیئرز کی صورت میٹھے پانی کے دنیا کے بڑے آبی ذخائر موجود ہیں۔ ان برفانی پہاڑوں سے ہی دنیا کے دو بڑے دریائی نظام گنگا برہم پترا اور انڈس جاری ہوتے ہیں۔ برطانوی سامراج نے ہندوستان پر قبضے کے بعد اس خطے سے بھرپور پیداوار کے حصول کے لیے دنیا کا سب سے بڑا آبپاشی نظام بھی تعمیر کیا جس کا زیادہ تر حصہ موجودہ پاکستان میں ہے۔

پانچ جولائی 1947 یعنی تقسیم سے تقریباً ایک ماہ پہلے پاکستان اور بھارت کی سرحدوں کے تعین کے لیے قائم کیے جانے والے سر ریڈ کلف کی سربراہی میں باؤنڈری کمیشن نے پنجاب اور بنگال کو تقسیم کیا جس کے ساتھ ہی ہندوستان میں دو بڑے دریائی نظام انڈس اور گنگا برہم پترا بھی تقسیم ہوئے۔ برطانوی راج نے دونوں ممالک کی سرحدی حد بندی اس طرح کی کہ پنجاب میں دریائے راوی اور ستلج کے نہری نظام کو کنٹرول کرنے والے فیروزپور اور مادھو پور ہیڈورکس بھارتی پنجاب میں شامل ہوئے جبکہ اس سے جڑا زیادہ تر نہری نظام پاکستان کے حصے میں آنے والے پنجاب میں تھا جو پاکستان کی زرعی معیشت کے لیے انتہائی اہم تھا۔ بھارت نے یکم اپریل 1948 کو فیروزپور اور مادھوپور ہیڈورکس سے پاکستان کی حدود میں پانی کی ترسیل بند کردی۔ پھر امریکی مدد سے 1960 میں سندھ طاس معاہدہ عمل میں آیا۔

پی کے ایم ٹی، خیرپور کے نوجوان رکن امام الدین نے سیاست میں

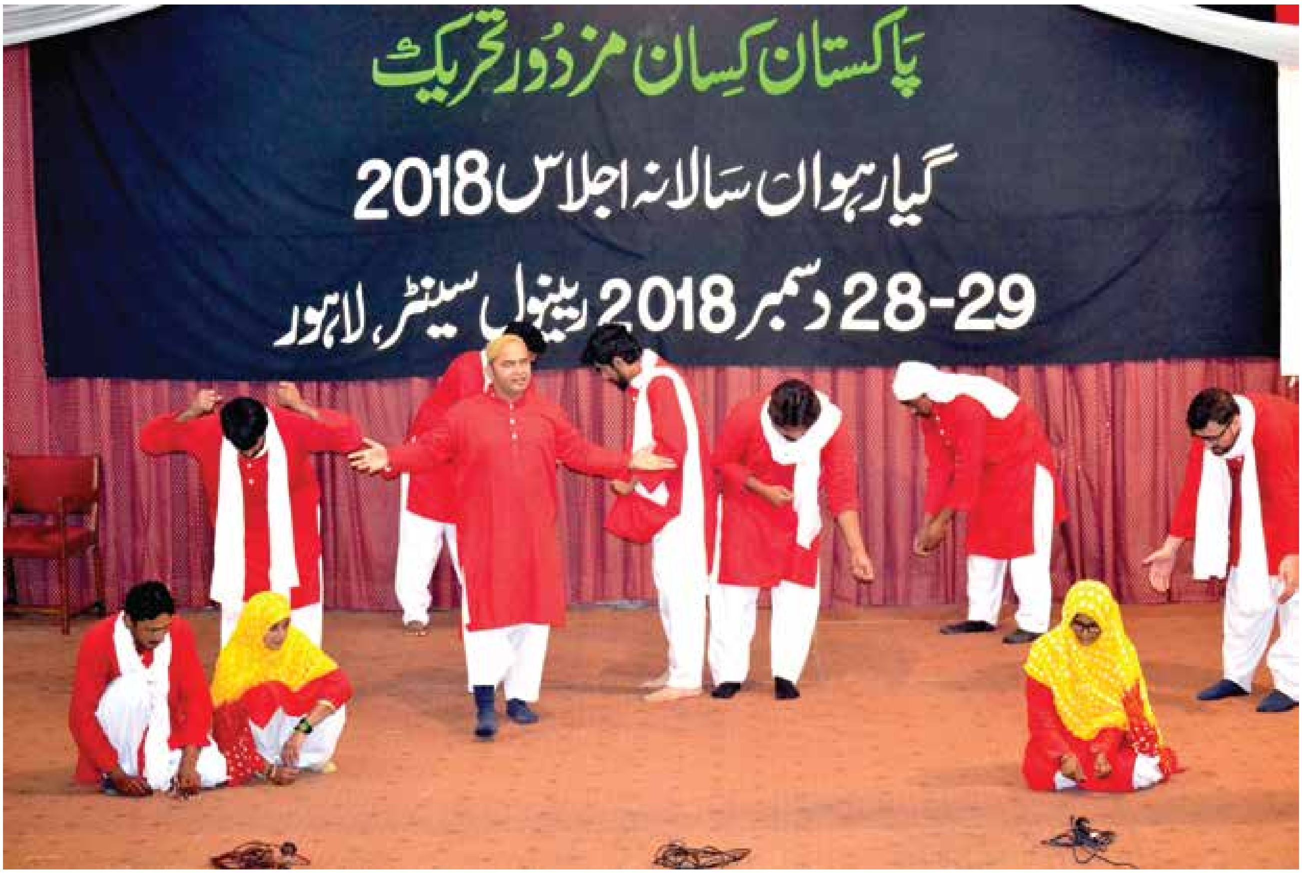

نوجوانوں کے کردار پر بات کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان ان بدقسمت ممالک میں سے ایک ہے جہاں اشرافیہ کے لیے تو بہتر زندگی ہے لیکن کسان مزدوروں کے لیے حالات مشکل ترین ہیں۔ پاکستان کی آدھی سے زیادہ آبادی کسان مزدوروں پر مشتمل ہے اور مجموعی آبادی کا 63 فیصد نوجوان پر مشتمل ہے یعنی نوجوانوں کی بڑی تعداد دیہات میں رہتی ہے جو بلواسطہ یا بلاواسطہ زراعت سے وابستہ ہے۔ نوجوان بڑی سماجی اور معاشی طاقت رکھتے ہیں جن میں کام کرنے کی صلاحیت زیادہ ہوتی ہے لیکن پاکستان میں نوجوانوں کو خام مال کی طرح استعمال کیا گیا، انہیں فیصلہ سازی میں شریک نہیں کیا جاتا۔ حکمران، سرمایہ دار اور جاگیردار ہمیشہ نوجوانوں کا سہارا لیتے ہیں لیکن انہیں سیاسی رہنما کے طور پر سامنے نہیں آنے دیا جاتا، یہی وجہ ہے کہ قومی اسمبلی میں ایک فیصد سے بھی کم نوجوان ہیں۔

پی کے ایم ٹی یوتھ ونگ کے رکن نعمان شاہ نے نوجوانوں کی منظّم جدوجہد کے موضوع پر بات کرتے ہوئے کہا کہ جب کسی معاشرے کو اپاہج بنانا ہو اور اس میں افراتفری پیدا کرنی ہو تو سب سے پہلے اس معاشرے کی طاقت ختم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ کسی بھی معاشرے کی طاقت اور اس کا سرمایہ اس کے نوجوان ہوتے ہیں جو معاشرے کی ترقی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ معاشرے کو کمزور کرنے کے لیے سب سے پہلے نوجوانوں کو تقسیم کیا جاتا ہے تاکہ معاشرہ مضبوط نہ ہوسکے اور اس میں موجود ظلم، ناانصافی کے خلاف کوئی منظّم مزاحمت سامنے نہ آسکے۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان کے نوجوانون کو پختون، مہاجر، شیعہ، سنی، مسلم غیر مسلم کے جھگڑوں میں الجھا دیا جاتا ہے جس سے نوجوانوں کی یکجہتی ختم ہوجاتی ہے۔ اب ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم نوجوان پاکستان کسان مزدور تحریک میں جان ڈالیں اور ان سازشوں کا مقابلہ کرنے کے لیے نوجوانوں میں آگاہی پھیلائیں کہ ہمیں کون اور کیوں تقسیم کررہا ہے۔ نوجوانوں کو حالات کے مطابق فیصلہ سازی کرنے کے لیے ہر حوالے سے تربیت کی ضرورت ہے جیسے کہ تربیتی نشستیں، مطالعاتی کتابچے، کانفرنسیں وغیرہ۔ اپنے مقصد کے حصول کے لیے جذبہ قربانی، سوچ سمجھ کر فیصلہ کرنے، مستقل مزاجی اور ہمت کی ضرورت ہے، یہی ہماری بقاء اور انقلاب کے لیے اثاثہ ہے۔

پی کے ایم ٹی ہری پور کی رکن روپ آصف نے پدر شاہی کے موضوع پر بات کرتے ہوئے کہا کہ مرد اور عورت دونوں ہی بغیر کسی تفریق کے ایک جیسے انسان ہیں جن کی تمام بنیادی خصوصیات ایک ہیں اور اس میں کسی شک اور ابہام کی گنجائش بھی نہیں، مگر اس کے باوجود زمانہ قدیم سے آج تک عورت کو مرد سے کم تر سمجھا جاتا ہے، اسے کم عقل، کمزور، ڈرپوک سمجھا جاتا ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ عورت کو ایک شے سمجھا جاتا ہے۔ سماج میں عورت کو مرد سے کم تر رکھنے اور سمجھنے والے نظام کو پدرشاہی کہا جاتا ہے۔ یہ وہ نظام ہے جس میں مرد کو عورت پر فوقیت دی جاتی ہے۔ یہ نظام مردوں نے مردوں کے لیے خود بنایا ہے جس میں عورت مرد کی غلام بن جاتی ہے اور مرد کا تمام پیداواری وسائل اور پیداوار پر مکمل اختیار ہوتا ہے۔ پدرشاہی نظام کو قائم رکھنے میں مختلف عوامل اور کردار مددگار ہوتے ہیں جن میں مذہب، پیداواری نظام، مرد، عورت اور رسم و رواج شامل ہیں۔ زمانہ غلامی سے آج تک کے سرمایہ دارانہ نظام میں پدر شاہی اپنی اصل حالت میں قائم و دائم ہے اور کسی بھی نظام نے اس کی حوصلہ شکنی نہیں کی بلکہ اس کو پھلنے پھولنے میں مدد دی۔ چونکہ آمدنی مرد کے اختیار میں ہوتی ہے اس لیے فیصلہ سازی سمیت سارے اختیار مرد کے قبضے میں ہوتے ہیں۔ اس نظام میں رسم رواج اور ثقافتی اقدار عورت کی زندگی کے ہر پہلو پر اثر انداز ہوتی ہیں جس کے نتیجے میں عورت کے لباس، بات چیت، کھانے پینے اور فیصلہ سازی کے حقوق ایک مرد کے سپرد کردیے جاتے ہیں یا مرد کے اختیار میں آجاتے ہیں۔

چوتھے سیشن میں روٹس فار ایکوٹی کے ولی حیدر نے انقلابی مزاحمتی تحریکوں کے موضوع پر بات کرتے ہوئے کہا کہ طبقہ اشرافیہ اپنی موج مستی اور خوشحالی برقرار رکھنے کے لیے ہماری زندگی کے راستے بند کردیتا ہے۔ اس استحصال زدہ معاشرے میں مزاحمتی تحریک کا ہونا ناگزیر ہے جہاں آج تک مختلف شکلوں میں ظلم برقرار ہے۔ سبز انقلاب سے شروع ہوکر آئی ایم ایف، ورلڈ بینک، ڈبلیو ٹی او کے تحت نجکاری، مہنگائی اور بے روزگاری کی شکل میں ظلم آج تک برقرار ہے۔ آج کے جدید عالمگیریت کے دور میں سیڈ ایکٹ، فارسٹ ایکٹ، زمینی قبضہ کی صورت میں بھی ظلم موجود ہے جس کے خلاف پی کے ایم ٹی جدجہد کررہی ہے۔

یورپ میں جہاں انسانی حقوق اور مزدوروں کے حقوق کی صورتحال بہتر تھی، اب معاشی حالات بدل رہے ہیں اور ان ممالک کی انسانی حقوق اور مزدوروں کے حقوق کے حوالے سے پالیسیاں بھی بدل رہی ہیں۔ اب وہاں مزدوروں کو حاصل مراعات واپس لی جارہی ہیں۔ حال ہی میں فرانس کی حکومت نے ایندھن کی قیمت بڑھائی تو عوام سڑکوں پر نکل آئے اور حکومت اپنا فیصلہ واپس لینے پر مجبور ہوگئی۔ ترکی میں فوج کی بغاوت کو وہاں کے عوام نے جس طرح ناکام بنایا، یہ بڑی عوامی کامیابی ہے۔ ظلم سے چھٹکارے کی کئی اور مثالیں بھی ہیں جیسے کہ ''عرب اسپرنگ'' میں عوام نے مزاحمت کی۔

ظلم اور استحصال کے خاتمے کے لیے ہمیں اسی طرح ملنا اور جڑنا ہے

جیسے کہ ہم آج یہاں بیٹھے ہیں، بات کرنا جیسے آج کر رہے ہیں پھر اس کے لیے حکمت عملی طے کرنا بہت ضروری ہو گیا ہے، ناممکن کچھ نہیں ہے، بس بیماری کو جان کر اس کا علاج کرنا ہے۔ ان حالات سے چھٹکارا صرف مزاحمتی طریقہ سے ممکن ہے۔ ہم نے سمجھنا ہے کہ ہماری تباہی بربادی کی وجہ صرف سرمایہ داری اور جاگیرداری نظام ہی ہے۔ آج ہم سب خوشحال اور پرسکون زندگی نہیں گزار رہے، کیوں کہ ہمیں ہماری محنت کا صلہ نہیں ملتا، دنیا کی کمپنیوں کے سرمائے میں اضافہ ہورہا ہے اور ہمارے کسان کو گنے کی مناسب قیمت نہیں ملتی۔ ہم اس ناانصافی پر مبنی معاشرے کے خلاف ہیں، معاشرہ ایسا ہونا چاہے جس میں سب کو محنت کا صلہ یکساں ملے، سب کو روزگار، تعلیم اور صحت کی سہولیات ملیں۔ دنیا میں ایک فیصد افراد نے 99 فیصد عوام کو معاشی، سیاسی طور پر یرغمال بنایا ہوا ہے، کیا ہم 99 فیصد ایک ہو کر اس نظام کا خاتمہ نہیں کرسکتے؟ ہم کرسکتے ہیں ہم میں اتحاد نہیں ہے۔ ہمیں شیعہ سنی میں تقسیم کردیا گیا۔ ہمیں اس تقسیم کی سیاست کو سمجھنا ہے۔

ظلم کے خلاف آواز نہ اٹھانا بھی ظلم ہے، اگر ہم ظلم کے آگے نہ ڈٹے تو تباہی ہمارا مقدر ہے، ہم نے آپس میں اتحاد کرکے اس ظلم کے خاتمے کے لیے لڑنا ہے، جو قوم ظلم کے خلاف جدوجہد نہیں کرسکتی اس کو زندہ رہنے کا حق بھی نہیں ہے، جو قومیں ظلم کو سہہ لیں وہ کبھی دنیا میں باعزت زندگی نہیں گزار سکتیں۔ سرمایہ دار اور جاگیر دار طبقہ کے خلاف ہمیں ہی کھڑے ہونا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے ہم اتحاد کریں اور ضلع میں کام کریں، ہم گاؤں میں لوگوں کو منظّم کرنے کے لیے ساؤ کریں، پری پیپ اور پیپ کریں لوگوں کو جمع کریں، ممبران بڑھانے لیے کوشش کریں اس کے سوا کوئی اور چارہ نہیں ہے۔

گیارہویں سالانہ اجلاس سے نوید احمد نے دیسی بیج کے لیے کیے جانے والے اقدامات سے شرکاء کو آگاہ کیا جبکہ پی کے ایم ٹی کے رکن بختیار زیب نے بیج کی خودمختاری کے حوالے کیے جانے والے اقدامات کا احوال پیش کیا۔ پی کے ایم ٹی ہری پور کے رکن رحم نواز نے پی کے ایم ٹی کی سالانہ سرگرمیوں کا جائزہ پیش کیا۔ اس کے بعد پی کے ایم ٹی کے ضلعی رابطہ کاروں کے چناؤ کے لیے مشاورت ہوئی اور تمام اضلاع کے ضلعی رابطہ کاروں کا انتخاب کیا گیا۔ مرکزی کور گروپ کے فیصلے کے مطابق موجودہ مرکزی اور صوبائی رابطہ کار اگلے دو سال تک پی کے ایم ٹی کے مرکزی اور صوبائی رابطہ کار کی حیثیت سے کام کرتے رہیں گے۔ کور گروپ کے اس فیصلے کی جنرل اسمبلی نے تائید کی۔

مزدوروں کا عالمی دن

رپورٹ: روٹس فار ایکوٹی

پاکستان کسان مزدور تحریک (پی کے ایم ٹی) نے مزدوروں کے عالمی دن کے موقع پر یکم مئی، 2019 کو حطار، ہری پور، خیبر پختونخوا میں جلسہ منعقد کیا جس میں صنعتی مزدوروں اور پی کے ایم ٹی کے مختلف اضلاع سے تعلق رکھنے والے چھوٹے اور بے زمین کسان مزدوروں نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔

جلسہ سے قبل مزدوروں نے یوم مئی کے حوالے سے احتجاجی ریلی بھی نکالی جس میں پی کے ایم ٹی کے کارکنان، لیبر ویلفیئر سوسائٹی، غنی گلاس ورکرز، مزدور یونین ہزارہ فاسفیٹ کے کارکنان سمیت دیگر مزدوروں نے بھی شرکت کی۔ ریلی کے شرکاء نے یوم مئی کے حوالے سے بینر اور پلے کارڈ اٹھا رکھے تھے اور مزدور اتحاد، مزدوروں کے حقوق کے ساتھ ساتھ مزدور دشمن پالیسیوں کے خلاف نعرے بھی لگائے گئے۔

جلسہ کے آغاز میں پی کے ایم ٹی پکار تھیٹر گروپ نے جدید زراعت اور سرمایہ دارانہ پالیسیوں کے کسان مزدوروں پر پڑنے والے اثرات پر مشتمل ایک ناٹک پیش کیا جسے شرکاء نے بہت پسند کیا۔

افتتاحی کلمات ادا کرتے ہوئے صدر لیبر ویلفیئر سوسائٹی راجہ طارق نے تمام شرکاء کو خوش آمدید کہا۔ انھوں نے کہا کہ لیبر کالونی کے مسائل پر ارباب اختیار سے کئی بار ملاقاتیں کی اور انہیں کہا کہ لیبر کالونی میں مزدوروں کو الاٹمنٹ دی جائے، مگر ابھی تک کچھ نہیں ہوا حالانکہ اب تو مرکز میں بھی ان کی اپنی حکومت ہے۔ ہم مزدور پھر سے وزیر اعلی خیبر پختونخوا سے ملاقات کرکے لیبر کالونی میں مزدوروں کو گھر الاٹ کرنے کا مطالبہ کریں گے۔ مزدوروں کے کمیونٹی سینٹر سے بہت کم افراد مستفید ہورہے ہیں، ہم چیئرمین سے اپیل کرتے ہیں کہ اس کمیونٹی سینٹر کو فوراً خالی کیا جائے۔ ہم مزدور مل مالکان کو آگاہ کرتے ہیں کہ وہ مزدوروں کو آٹھ گھنٹے کام کی کم از کم ماہانہ 15,000 تنخواہ دیں۔ ہمارے تمام مطالبات منظور کیے جائیں ورنہ ہم اپنے حقوق کے لیے جیل بھی کاٹیں گے اور ہر قربانی کے لیے تیار ہیں۔

روٹس فار ایکوٹی کی ڈاکٹر عذرا طلعت سعید کا اس موقع پر کہنا تھا کہ آج اس جلسہ میں مزدور عورتیں بھی شامل ہیں جو بہت خوشی اور حوصلے کی بات ہے، ہماری یہ بہنیں ناصرف اس جلسہ میں شریک ہیں بلکہ ہمارے مزدور بھائیوں کے ساتھ جدوجہد میں بھی شانہ بشانہ کھڑی ہیں۔ مزدوروں کا یہ دن ہمیں ہر حال میں منانا چاہیے کیونکہ آج ہی کے دن ہزاروں مزدوروں نے اپنا خون دے کر مزدور کی محنت اور حقوق کو منوایا، اسی لیے آج کا دن ہمارے لیے ایک بہت بڑا دن ہے۔ مزدوروں کے حالات کوئی اور نہ بدل سکتا ہے نہ بدلے گا، مزدوروں کے حالات صرف اور صرف مزدور خود بدل سکتے ہیں۔ آج پوری دنیا میں مزدوروں کے ساتھ ہر طرح کا ظلم ہورہا ہے، اس ظلم کے خاتمے کے لیے ہمیں بھی 24 گھنٹے کام کرنے کی ضرورت ہے۔

آج میں یہاں عالمگیریت جسے گلوبلائزیشن بھی کہا جاتا ہے، پر بات کروں گی۔ یہ ایک پالیسی کا نام ہے جس کا آغاز 1995 میں ڈبلیو ٹی او (WTO) کے آغاز کے ساتھ ہوا۔ ڈبلیو ٹی او صرف اس لیے بنایا گیا تھا کہ مزدوروں کے حقوق کو غصب کرکے انہیں کچل دیا جائے۔ مزدوروں کو ختم کرنے کی یہ سوچی سمجھی سازش ہے اور آج ہمارا میں یہ سازش آپ کو نظر بھی آرہی ہے۔ اس پالیسی کے نفاذ میں تین عالمی سرمایہ دار ادارے عالمی بینک، آئی ایم ایف اور ڈبلیو ٹی او پیش پیش ہیں۔ آج بھی ہماری حکومت آئی ایم ایف اور عالمی بینک کے ساتھ مزید امداد اور قرض کے حصول کی خاطر مل رہی ہے جس میں یہ طے کیا جائے گا مزدوروں کی مزید چھانٹی کرو، مہنگائی میں اضافہ کرو، یوں تنخواہیں مزید کم ہوں گی۔ عالمگیریت کے تحت تین پالیسیاں لاگو کی جاتی ہیں۔ پہلی پالیسی کو ڈی ریگولیشن کہتے ہیں جس کے تحت حکومت عوامی شعبہ جات میں ابتدائی طور پر زرتلافی، قیمتوں پر سے سرکاری اختیار ختم کرکے ان شعبوں میں نجی سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی کرتی ہے یعنی حکومت صرف سرمایہ کاروں کو سہولت فراہم کرنے کے لیے ہے ناکہ مزدوروں کو۔ دوسری پالیسی کو نجکاری کہتے ہیں یعنی حکومت سرکاری اداروں اور کارخانوں کو سرمایہ داروں کو بیچ دے۔ کوئی کارخانہ یا عوامی سہولیات کا ادارہ حکومت کی ملکیت اور اس کے زیر انتظام نہ ہو۔ حکومت خود مزدوروں کو روزگار فراہم نہ کرے اور صرف وہ طاقت اپنے پاس رکھے جسے عوام کے خلاف ڈنڈے کے طور پر استعمال کیا جاسکے۔ مزدوروں کو مستقل نہ کرنا یعنی ان سے روزگار کا تحفظ چھین لیا جائے۔ کراچی ہو یا ہمارا ہماری حکومت، عالمی بینک اور آئی ایم ایف کی یہ اولین ترجیح ہے کہ کسی مزدور کو مستقل ملازمت نہیں دینی ہے۔ تیسری پالیسی آزاد تجارت کی ہے۔ یعنی حکومت عوام کو زرتلافی یعنی مراعات نہ دے۔ بہتر تعلیم، طبی سہولیات، خوراک و روزگار نہ دے، مطلب مزدوروں کو ہر طرف سے شکنجے میں کس دو اور مہنگائی کرو۔ اس پالیسی کے تحت بیرون ملک سے ہر طرح کی شئے ہمارے ملک میں درآمد ہوسکتی ہے۔ چاہے ہمیں اس کی ضرورت ہو یا نہ ہو، چاہے وہ شئے ہمارے یہاں وافر موجود ہو، لیکن پھر بھی ہم اس کی درآمد نہیں روک سکتے کیونکہ ہماری حکومت نے اپنی سرحد ان کے لیے کھول دی ہے جس کی وجہ سے اب ہمارے کارخانے بند ہورہے ہیں، ہمارے مزدور بے روزگار ہورہے ہیں، ہم صرف صارف یا کنزیومر بن چکے ہیں مزدور نہیں رہے۔ مزدور تو پیداوار کرتا ہے مگر اس پالیسی کے تحت یہ حق اب آپ سے چھین لیا گیا ہے۔ ہر مہنگی سے مہنگی چیز ہماری منڈیوں میں لائی جارہی ہے جس کی مزدور کو ضرورت بھی نہیں۔

سرمایہ دار دو دو کروڑ کی گاڑی خریدتے ہیں مگر مزدور کا بچہ دو ہزار دے کر تعلیم کے لیے کسی اچھے اسکول نہیں جاسکتا۔ جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کے لیے اعلی تعلیمی ادارے ہیں مگر مزدوروں کے بچوں کے لیے اسکولوں میں نہ چھت ہے، نہ پانی و بجلی۔ یہ سب نجکاری کی وجہ سے ہے۔ ان تینوں پالیسیوں کا مقصد ملازمتوں کا خاتمہ ہے، جب سے مشینیں آئی ہیں نوکریاں انتہائی کم ہوگئی ہیں اور اب روبوٹ آگئے ہیں۔ اب انسان کی جگہ دماغ رکھنے والی مشینیں آگئی ہیں جن کے ذریعہ کارخانوں اور زرعی شعبہ میں کام شروع ہوگیا ہے، ہم غیرملکی مشینوں اور موبائل فون سے ترقی یافتہ نہیں بن سکتے کیوں کہ ہم کچھ نہیں بناتے بلکہ سب کچھ باہر ملک سے درآمد ہوتا ہے۔ اپنے حقوق اور خوشحالی کے

لیے اب ہمارے پاس خود مختاری کے علاوہ کوئی راستہ نہیں ہے کیونکہ یہی عملی جدوجہد ہے۔

میاں ظہور الحق نے ملکی سطح پر مزدور قوانین اور ان پر عملدرآمد کے موضوع پر بات کرتے ہوئے کہا کہ انٹرنیشنل لیبر آرگنائیزیشن (ILO) نے مزدوروں کے لیے بہت سے قوانین بنائے ہیں، پاکستان نے بھی اس معاہدے پر دستخط کیے مگر یہ قوانین صرف کاغذوں کی حد تک محدود ہیں اور عملی طور پر لاگو نہ ہو سکے۔ مزدوروں کا پہلا حق یونین سازی ہے اور یہ حق ILO (آئی ایل او) اور ہمارے آئین نے بھی مزدوروں کو دیا ہے، مگر سرمایہ دار جن کا ضمیر مردہ ہوچکا ہے، وہ مزدور یونینوں کو توڑ رہے ہیں۔ میں نے ہری پور میں 12 مزدور یونین بنائی تھیں، آج ان میں سے ایک بھی نہیں ہے۔ اب جو یونین بن بھی رہی ہیں تو انہیں سرمایہ دار عدالتوں اور حکومتی مشینری کی مدد سے توڑ رہے ہیں۔ مزدور یونین میں سرگرم مزدوروں کو کام سے نکالا گیا ہے اور ان کے لیے مختلف مسائل کھڑے کردیے گئے ہیں۔

پی کے ایم ٹی، ہری پور کے رکن آصف خان نے ’’مزدور عورت اور ہمارا سماج‘‘ کے موضوع پر بات کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان میں آدھی آبادی عورتوں پر مشتمل ہے مگر زمین کی ملکیت اور روزگار میں عورت کا حصہ دو فیصد بھی نہیں ہے۔ زمینی ملکیت اور معقول روزگار ہی معاشرے میں عورت کو منصفانہ مقام دلاسکتا ہے۔ ہماری عورتیں کھیت کے مشکل ترین کام سے لے کر گھر کے سارے کام کرتی ہے، بلکہ مرد سے زیادہ کام کرتی ہیں لیکن ہماری نظروں سے اوجھل ہیں کیوں کہ اس کام کی اجرت عورتوں کو نہیں ملتی اور اگر ملتی بھی ہے تو مرد کے ہاتھ میں دی جاتی ہے۔ عورت کو اس لیے کمزور، کم عقل سمجھا جاتا ہے کیوں کہ اس کا پیداواری وسائل پر اختیار نہیں ہے، سرمایہ داری اور جاگیرداری نظام میں عقلمند اور سمجھدار اسے مانا جاتا ہے جس کے پاس دولت یا وسائل ہوتے ہیں۔ مگر حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔ عورتیں سخت گرمی اور سردی میں فصلوں کی بوائی سے کٹائی تک سارے کام کرتی ہیں لیکن پدرشاہی نظام نے عورت کو جکڑ رکھا ہے اور مرد کو ہر معاملے میں بالادستی حاصل ہے۔ اس نظام کی غلاظت کی وجہ سے روزگار، تعلیم کا حصول اور اپنے حق کے لیے آواز اٹھانا عورت کے اپنے اختیار میں نہیں ہے، اس کی ایک مثال آج آپ کے سامنے ہے کہ عورتوں کے حقوق کے لیے ایک مرد بات کررہا ہے، جو ایک عورت کو کرنی چاہیے تھی۔

زیادہ تر عورتیں غیر رسمی شعبہ میں کام کرتی ہیں۔ اس پدرشاہی نظام نے عورتوں کے دماغ کو مفلوج کردیا ہے جس کی وجہ سے وہ یہ ماننے پر مجبور ہیں کہ وہ کچھ نہیں کرتیں، وہ مجبور ہیں، لاچار ہیں۔ سوال یہ ہے عورت کس دائرہ کار میں رہ کر کام کرتی ہے، کبھی بہن، کبھی ماں اور کبھی بیوی بن کر، اس نے کبھی سوچا کہ وہ ایک مزدور ہے؟ جو محنت کرتا ہے وہ مزدور ہے اور مزدور کبھی مجبور اور لاچار نہیں ہوتا کیونکہ اس دنیا کو خدا کے بعد مزدور ہی چلاتے ہیں۔ اگر ہم جدو جہد کریں تو حقیقی آزادی ممکن ہے جو مزاحمت سے ملے گی۔ آج بھی مزدور آزاد نہیں ہے اور قیامت تک نہیں ہوسکتا جب تک ایک مزدور عورت آزاد نہیں ہوگی اور آپ کے ساتھ شانہ بشانہ کھڑی نہیں ہوگی، یہ جنگ ہمیں مل کر

لڑنی ہے تب ہی اس دنیا اور قدرت کی بقاء ممکن ہے۔

ہزارہ فاسفیٹ مزدور یونین کے رہنماء قاری سرفراز نے یونین سازی پر بات کرتے ہوئے کہا کہ جس طرح عبادت فرض ہے اسی طرح کارخانوں میں یونین سازی بھی فرض ہے کیوں کہ یہاں سرمایہ دار مزدوروں کو ان کا حق نہیں دیتا۔ یہ حق چھیننے کے لیے یونین انتہائی ضروری ہے۔ ہری پور میں ہزارہ فاسفیٹ پہلا کارخانہ ہے جہاں پر یونین موجود ہے۔ اس کارخانے کی نجکاری کے بعد مزدور یہاں ظلم کی چکی میں پستے رہے پھر ہزارہ فاسفیٹ کے مزدوروں نے اس ظلم کے خلاف آواز اٹھائی اور یونین سازی کی جو آج بھی قائم ہے۔ یونین سازی کے لیے یقیناً بڑی مشکلات پیش آتی ہیں، خود مجھے پندرہ ماہ پہلے جبری طور پر نکالا گیا ہے، میری تنخواہ بند ہے، مجھے یونین چھوڑنے کے لیے رشوت کی پیشکش بھی ہوئی مگر میں نے ان کی پیشکش ٹھکرادی، میں قیامت تک نہیں بکوں گا کیونکہ میں نے مزدوروں کے حق کی قسم کھائی ہے۔ مزدوروں کے حق میں اچھے قوانین بھی موجود ہیں۔ قانون کے مطابق جس کارخانے میں مزدور نے سال کے 183 دن کام کیا ہے وہ وہاں کا ملازم ہے۔ مگر مزدور خاموش ہیں، حطار میں کوئی مزدور بولنے والا نہیں ہے کیونکہ ہم خود بزدل اور کمزور بنے ہوئے ہیں۔ اپنے حقوق کے لیے ہمیں خود کھڑا ہونا ہوگا اور آواز اٹھانا پڑے گی۔

پی کے ایم ٹی ہری پور کے رکن طارق محمود کا اس موقع پر کہنا تھا کہ کچھ لوگ مایوس نظر آئے اور کچھ پر امید نظر آئے، کچھ نے کہا یہ دن مزدوروں کے لیے روشنی کی کرن ہے جس سے ہمارے حوصلے بلند ہوئے۔ یہ سچ ہے کہ مزدوروں کی جدو جہد دبی نہیں ہے، غنی گلاس اور ہزارہ فاسفیٹ کے مزدوروں نے یہ کام کرکے دکھایا ہے بس جرٔت اور اتحاد وقت کی اہم ضرورت ہے اور یہی کامیابی کی شرط بھی ہے۔ غنی گلاس کیس مزدور جدوجہد کی ایک مثال ہے۔ غنی گلاس کارخانے میں 15، 20 سال سے کام کررہے مزدوروں کو ایک ہی حکم کے تحت نکال دیا گیا تھا۔ مزدوروں نے معاوضہ کا مطالبہ کیا اور احتجاج کیا تو ان کے خلاف کروڑوں روپے ہرجانے کے مقدمات دائر کردیے گئے اور مزدوروں کے خلاف حکومتی مشینری بھی استعمال کی گئی۔ ان مزدوروں نے پی کے ایم ٹی سے رابطہ کرکے مدد مانگی جس کے بعد پی کے ایم ٹی بھی اس مزدور تحریک کا حصہ بن گئی۔ مقامی پولیس تھانے میں مزاکرات کے بعد فیصلہ ہوا کہ ان مزدوروں کو بحال کیا جائے گا مگر حقیقت میں کچھ نہیں ہوا۔ نکالے گئے مزدوروں اور پی کے ایم ٹی کے خلاف غنی گلاس کی طرف سے دائر کردہ مقدمہ ہم نے تین سال تک لڑا اور ہم یہ مقدمہ جیتے بھی۔ غنی گلاس کی جانب سے ہرجانے کے دعوے بھی عدالت نے خارج کیے اور مزدوروں کو ان کے حقوق دینے کا فیصلے ہوا۔

پی کے ایم ٹی، گھوٹکی کے رکن راجہ مجیب نے کسان مزدوروں کے مسائل پر بات کرتے ہوئے کہا کہ ہم نے یہاں آج اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ کارخانے چل رہے ہیں اور مزدور کام کررہے ہیں، حالانکہ آج مزدوروں کا عالمی دن ہے لیکن ان ہی کی چھٹی نہیں ہے۔ یہ سرمایہ داروں کی بے حسی کی ایک واضح مثال ہے۔ مزدور کام کرتا ہے، چیزیں بناتا ہے، مگر ناانصافی کی وجہ سے خود اس کے گھر کا چولہا نہیں جلتا اور اکثر وہ بھوکا رہتا ہے۔ یہ وسائل کی غیر منصفانہ تقسیم اور ریاستی ناانصافی ہے جس کی وجہ سے ملک کی تقریباً آدھی عوام بھوک اور غربت کا شکار ہے۔

غیر رسمی شعبہ بھی ہماری معیشت کا ایک اہم حصہ ہے، جیسے کہ آغاز میں پیش کیے گئے ناٹک میں بھی کسان کی بات ہوئی ہے۔ کسان اور مزدور میں کوئی فرق نہیں ہے بس کام کا طریقہ الگ ہے۔ مزدوروں کی طرح کسانوں کے بھی بہت سے مسائل ہیں اور ان کا ساتھ دیے بغیر ہم آگے نہیں بڑھ سکتے۔ قانون میں رسمی مزدوروں کے بہت سے حقوق ہیں مگر ناانصافی کی وجہ سے انہیں ان کا حق نہیں ملتا لیکن کسان کو تو مزدور ہی تسلیم نہیں کیا جاتا، کسان کس قانون یا پالیسی کے تحت بات کرے، حق مانگے؟ جاگیرداری اور سرمایہ داری کے ہاتھوں مقروض ہوکر اب کسان شہروں میں یومیہ اجرت پر مزدوری کرنے پر مجبور ہیں۔ کسانوں کی روزی کم ہوتی جارہی ہے اور ان کا کوئی پرسان حال نہیں ہے۔ پی کے ایم ٹی ان کسانوں کو منظّم کررہی ہے اور ان کے حقوق کے لیے جدوجہد کررہی ہے لیکن کامیابی تب ہی ممکن ہے جب سب مزدور کسان متحد ہوں گے۔

روٹس فار ایکوٹی کے ولی حیدر نے مزدور تحریک اور جدوجہد کے موضوع پر بات کرتے ہوئے کہا کہ غنی گلاس اور ہزارہ فاسفیٹ ورکرز کی کامیابیوں سے ہمارا حوصلہ بڑھا ہے۔ ایک زمانے میں مزدور تنظیموں نے بڑی کامیابیاں حاصل کیں جو اب نظر نہیں آتیں۔ جب مزدوروں کو منظّم کرنے کے لیے بیرون ملک سے پیسہ آیا تب سے مزدور جدوجہد ختم ہونے لگی اور ہمارے مزدور بٹ گئے۔ مشینوں کی آمد اور عالمگیریت کی وجہ سے بے روزگاری اور مہنگائی بڑھی جس نے مزدوروں کو مزید تقسیم کیا۔ جب تک ہم سب مزدور ایک دوسرے سے جڑ کر منظّم جدوجہد نہیں کریں گے تب تک حقوق حاصل نہیں کرسکتے۔ ضروری ہے کہ سیمنٹ کارخانے کے مزدور، ہزارہ فاسفیٹ کے مزدور، غنی گلاس اور دیگر کارخانوں کے مزدور سب ایک ہوکر نئے انداز اور طریقوں سے منظّم جدوجہد کریں اور خود کو ملکی و بین اقوامی مزدور جدوجہد سے جوڑیں۔

جس تیزی سے عالمگیریت بڑھ رہی ہے ہمیں بھی اسی تیزی کے ساتھ منظّم جدوجہد کرنا ہوگی۔

مزدور تحریک کی داغ بیل اور ڈور آپ کے اپنے ہاتھ میں ہونی چاہیے، اسے کسی این جی او کے ہاتھ میں نہ دیں۔ اس وقت پاکستان میں نجکاری کے خلاف کوئی تحریک نہیں ہے جو نوکریوں کو کھا جاتی ہے، کیوں کہ ان تحریکوں کو نجکاری کے خلاف کام کرنے پر پیسہ نہیں ملے گا، اسی لیے ضروری ہے کہ باہر کے پیسے پر انحصار نہ کریں، چندہ کریں اور اپنے وسائل خود پیدا کریں۔ یہاں ہمارے ساتھی ایسا کررہے ہیں، اسی لیے غنی گلاس، ہزارہ فاسفیٹ اور اوکاڑہ میں انجمن مزارعین کی جدوجہد سے ہمیں بہت حوصلہ ملا ہے۔ کوئی باہر سے آکر آپ کے مسائل حل نہیں کرے گا، اپنے حقوق حاصل کرنے کے لیے جو بھی کرنا ہو آپ نے خود کرنا ہے۔ مزدوروں کی اور کروڑوں عوام کی آزادی کوئی آپ کو پلیٹ میں رکھ کرنہیں دے گا، اس کے لیے آپ کو جدوجہد کرنا پڑے گی، خود لیڈر بنیں، شخصیت پرستی سے باہر نکلیں، اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کریں اور ان میں موجود میر جعفروں پر نظر رکھیں۔ یاد رکھیں پوری دنیا میں صرف مزدور ہی تبدیلی لاسکتے ہیں جس کا ایک ہی راستہ ہے ''مزاحمت کا راستہ''۔ ملک میں بھوک اور غربت کے ذمہ دار ان ظالم سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کے آگے سیسہ پلائی دیوار بن جائیں تاکہ انہیں معلوم ہو کہ مزدور اور کسان ہی بڑی طاقت ہیں۔

جلسے میں غنی گلاس میں مزدور جدوجہد کے صلے میں غنی گلاس کے مزدور ساتھی شیر بہار اور دیگر ساتھیوں کو پی کے ایم ٹی ایوارڈ دیا گیا۔ اس مزدور جدوجہد میں ہیومن یونٹی مومنٹ (ہم) نے بھی بھرپور کردار ادا کیا جس کے صلے میں چیئرمین ''ہم'' ریزم خان کو بھی پی کے ایم ٹی ایوارڈ دیا گیا۔ تمام ساتھیوں نے روٹس فار ایکوٹی کی ڈاکٹر عذرا طلعت سعید سے ایوارڈ وصول کیا۔ آخر میں پی کے ایم ٹی خیبر پختونخوا کے رابطہ کار فیاض احمد نے جلسے میں اختتامی کلمات ادا کرتے ہوئے تمام شرکاء کا شکریہ ادا کیا۔

بے زمین کسانوں کا عالمی دن واپس لیں گے، زمین اپنی مستقبل اپنا!

پریس ریلز

پاکستان کسان مزدور تحریک (پی کے ایم ٹی) اور روٹس فار ایکوٹی نے ایشین پیزنٹ کولیشن(APC)، پیسٹی سائیڈ ایکشن نیٹ ورک(PANAP)، انٹرنیشنل ویمن الائنس(IWA) اور دیگر ایشیائی تنظیموں کے ساتھ مل کر 29 مارچ،2019 کو بے زمین کسانوں کا عالمی دن ''واپس لیں گے، زمین اپنی مستقبل اپنا'' کے نعرے کے تحت منایا۔ دنیا بھر میں یہ دن کسانوں کی زمین و دیگر پیداواری وسائل اور خوراک کی خودمختاری کے لیے کی جانے والی جدوجہد کو منظر عام پر لانے کے لیے منایا جاتا ہے جنہیں ان کی زمینوں سے جبراً بیدخل کیا جارہا ہے جہاں وہ اور ان کے آباؤ اجداد گزشتہ کئی دہائیوں سے آباد ہیں۔ اس حوالے سے

پاکستان، بھارت، بنگلہ دیش، سری لنکا، نیپال، منگولیا، کمبوڈیا، ملائیشیا، فلپائن، تھائی لینڈ اور انڈونیشیا سمیت کئی ایشیائی ممالک میں مختلف سرگرمیوں کا انعقاد کیا گیا۔

پی کے ایم ٹی نے ملک بھر میں غیر ملکی سرمایہ کاری اور ترقیاتی منصوبوں کے نام پر جاری زمینی قبضے اور چھوٹے و بے زمین کسان مزدوروں میں بے زمینی کے خلاف بیک وقت پشاور پریس کلب اور ملتان پریس کلب میں پریس کانفرنس منعقد کی اور گھوٹکی پریس کلب پر احتجاجی مظاہرہ کیا گیا جس میں مختلف اضلاع سے چھوٹے اور بے زمین کسان مزدوروں نے شرکت کی۔

پی کے ایم ٹی کے قومی رابطہ کار الطاف حسین کا اس موقع پر کہنا تھا کہ سال 2000 سے اب تک ملٹی نیشنل کمپنیوں نے دنیا بھر میں 1,591 معاہدوں کے ذریعے تقریباً 50 ملین ہیکٹر زمین پر قبضہ کیا ہے جبکہ مزید 20 ملین ہیکٹر زمین کے لیے 200 سے زیادہ معاہدوں پر بات چیت جاری ہے۔ بڑے پیمانے پر زمینی قبضے زیادہ تر پاکستان جیسے تیسری دنیا کے پیداواری و قدرتی وسائل سے مالامال ممالک میں کیے جارہے ہیں۔ دنیا بھر میں زمینوں پر قبضے کے لیے کیے جانے والے صرف آٹھ فیصد معاہدے خوراک کی پیداوار کے لیے کیے گئے ہیں۔ خوراک کی پیداوار کے لیے کیے جانے والے ان معاہدوں میں سے 60 فیصد معاہدے خوراک کو برآمد کرنے کے لیے کیے گئے ہیں۔ ان معاہدوں کے تحت قبضہ کی گئی 70 فیصد زمین نباتاتی ایندھن کی پیداوار کے لیے مختص کی گئی ہے تاکہ سرمایہ دار ممالک کی متبادل توانائی کی طلب کو پورا کیا جاسکے۔ گزشتہ کچھ سالوں سے چین نے بھی ون بیلٹ ون روڈ (OBOR) منصوبے کے تحت بڑے پیمانے پر زمینی قبضہ کی مہم شروع کررکھی ہے۔ صرف براعظم افریقہ میں ہی چینی کمپنیوں کی طرف سے قبضہ کی گئی زمین کا رقبہ 240,000 سے چھ ملین ہیکٹر کے درمیان ہے۔ آئی ایم ایف، عالمی بینک، ڈبلیو ٹی او جیسے عالمی مالیاتی و تجارتی ادارے پاکستان سمیت تیسری دنیا کے ممالک میں پالیسیوں اور قوانین میں تبدیلی کے ذریعے کسانوں کو خوراک کی خودمختاری اور ان کے زمینی حق سے محروم کررہے ہیں۔ یہ ادارے قرض اور اس کے حصول پر عائد کی جانے والی شرائط کے ذریعے منڈی پر سرمایہ دار ممالک اور ان کی کمپنیوں کے قبضے کی راہ ہموار کرکے کسانوں کا معاشی قتل کررہے ہیں۔

پی کے ایم ٹی خیبر پختونخوا کے صوبائی رابطہ کار فیاض احمد نے کہا کہ چین پاکستان اقتصادی راہداری منصوبہ (سی پیک) کے تحت جاری شاہراؤں، خصوصی اقتصادی زون، توانائی منصوبوں اور دیگر ترقیاتی منصوبوں کی تعمیر کے لیے بڑے پیمانے پر زمینی قبضے کا سلسلہ گزشتہ کئی سالوں سے جاری ہے۔ حال ہی میں پنجاب حکومت نے صوبے میں ملکی و غیرملکی سرمایہ کاروں کو سرکاری زمین لیز پر دینے کے لیے پالیسی منظور کرلی ہے۔ پنجاب میں غیر ملکی بیج کمپنیوں کو زیادہ پیداوار دینے والے بیج تیار کرنے کے لیے 6,500 ایکڑ زمین دینے کا منصوبہ، خیرپور، سندھ میں 140 ایکڑ زمین پر خصوصی اقتصادی زون کی تعمیر جیسے منصوبوں کے ذریعے ملک بھر میں نا صرف کسانوں کو بلکہ ماہی گیروں کو بھی ان کے آبائی روزگار سے محروم کیا جارہا ہے۔

پی کے ایم ٹی پشاور کے رابطہ کار شہزاد بیگ کا کہنا تھا کہ چھوٹے اور

بے زمین کسان مزدور زمین کی غیر منصفانہ تقسیم، کارپوریٹ زراعت اور عالمی سرمایہ دار ممالک کی ایما پر مسلط کردہ حکومتی نیولبرل پالیسیوں کے نتیجے میں استحصال ومحرومی کا شکار ہیں۔ جاگیرداری نظام میں استحصال کے شکار چھوٹے اور بے زمین کسان مزدور خصوصاً کسان مزدور عورتیں بے زمینی کے ساتھ ساتھ صنفی امتیاز کا شکار ہیں۔ ظالمانہ پدرشاہی نظام میں سخت موسمی حالات میں کھیتوں میں کپاس کی چنائی کرنے والی کسان مزدور عورتوں کو نہایت کم اجرت دی جاتی ہے جنہیں صنفی امتیاز کے ساتھ ساتھ مذہبی تفریق کا بھی سامنا کرنا پڑتا ہے۔

خیبرپختونخوا کے علاقے ہری پور حطار میں مزید 1,000 ایکڑ زمین پر خصوصی اقتصادی زون کے قیام، پشاور میں ناردرن بائی پاس منصوبے کے لیے کسانوں کی بیدخلی کے بعد اب مالا کنڈ کا علاقہ پالائی جو سرسبز کھیتوں اور سنگترے کے باغات کے لیے مشہور ہے سرمایہ داروں کا اگلا نشانہ ہے۔ حکومت خیبرپختونخوا نے وہاں سیمنٹ فیکٹری کے قیام کے لیے 400 ایکڑ زمین کے حصول کے لیے سیکشن چار کا نفاذ کیا۔ مقامی آبادیوں کے لیے اس زمین کی اہمیت اور اس کی زرخیزی کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ خود حکومتی اندازوں کے مطابق پالائی میں 171,000 پھلوں کے درخت موجود ہیں جو ناصرف مقامی آبادیوں کے روزگار اور ان کے غذائی تحفظ کے لیے بلکہ ماحول کے لیے بھی انتہائی اہمیت رکھتے ہیں خاص کر ان حالات میں کہ جب پاکستان موسمی تبدیلی سے سب سے زیادہ متاثرہ ممالک میں شامل ہے۔ اسی طرح سوات ایکسپریس وے کی تعمیر کے لیے مقامی کسانوں کی قیمتی زرعی زمین کوڑیوں کے مول ہتھیالی گئی اور مزید ظلم یہ کہ کسانوں کو ان کی زمین اور فصلوں کے معاوضہ کی ادائیگی بھی تاخیر کا شکار ہے۔

پاکستان کسان مزدور تحریک مطالبہ کرتی ہے کہ ملک بھر میں جاری ترقیاتی منصوبوں بشمول خصوصی اقتصادی زون اور سرمایہ کاروں کو سرکاری زمین لیز پر دینے کا عمل فوری طور پر بند کیا جائے۔ بین الاقوامی زرعی کمپنیوں کا زراعت سے کردار ختم کرکے کارپوریٹ زراعت اور کمپنیوں کو سرکاری زمین کی بندر بانٹ بند کرکے زمین چھوٹے اور بے زمین کسان مزدور مرد وعورتوں میں منصفانہ اور مساویانہ طور پر تقسیم کی جائے۔

جاری کردہ: پاکستان کسان مزدور تحریک

کسانوں کا مطالبہ: جینیاتی مکئی نامنظور!

پریس ریلیز

پاکستان کے چھوٹے اور بے زمین کسان مزدور کے حقوق کے لیے سرگرم پاکستان کسان مزدور تحریک (پی کے ایم ٹی) کی جانب سے زراعت میں دیوہیکل بین الاقوامی بیج کمپنیوں کی جینیاتی ٹیکنالوجی کے فروغ کے خلاف اسلام آباد پریس کلب میں 13 فروری، 2019 کو ایک پریس کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔

پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے پی کے ایم ٹی کے قومی رابطہ کار الطاف حسین، صوبائی رابطہ کار خیبرپختونخوا فیاض احمد سمیت پی کے ایم ٹی

کے دیگر ارکان ظہور جوئیہ، طارق محمود اور آصف خان کا کہنا تھا کہ مختلف اخبارات میں زیر گردش خبروں سے ظاہر ہوتا ہے کہ وزارت قومی غذائی تحفظ و تحقیق نے پاکستان میں جینیاتی مکئی کی منظوری کو موخر کرتے ہوئے پاکستان ایگری کلچرل ریسرچ کونسل (پارک) کی بیجوں کی جانچ کی کمیٹی ورائٹی ایویلوایشن کمیٹی کا اجلاس منسوخ کردیا ہے جس میں بین الاقوامی بیج کمپنیوں کے تیار کردہ جینیاتی مکئی کی پاکستان میں تجارتی بنیادوں پر کاشت کی اجازت متوقع تھی۔

پی کے ایم ٹی وزارت قومی غذائی تحفظ وتحقیق کے موقف کی حمایت کرتے ہوئے ایک بار پھر ملک میں جینیاتی بیجوں اور خوراک پر پابندی کا مطالبہ کرتی ہے۔ پی کے ایم ٹی گزشتہ ایک دہائی سے جینیاتی بیجوں کو متعارف کرنے کی مخالفت کرتی آرہی ہے جو کسانوں کو ان کے بیج کے حق سے محروم کرتے ہیں۔ یہاں یہ بات دہرانے کی ضرورت ہے کہ دیوہیکل بین الاقوامی زرعی کمپنیوں کو ذہنی ملکیتی حقوق عالمی تجارتی ادارے (ڈبلیو ٹی او/WTO) کے ٹرپس (TRIPS) معاہدے کے تحت دیے جارہے ہیں۔

پاکستان سمیت دنیا بھر میں کسان تنظیموں کی جانب سے ڈبلیو ٹی او کے قیام سے ہی جینیاتی ٹیکنالوجی کی شدید مخالفت اور ان کے موقف کو سچ ثابت کررہے ہیں۔ مونسانٹو کے نباتات کش زہر راؤنڈ اپ ریڈی کی وجہ سے سرطان کا شکار ہونے والے ایک امریکی شہری کی جانب سے مونسانٹو کے خلاف جیتا گیا مقدمہ پاکستانی کسانوں کی صحت کے حوالے سے خطرات کو صاف ظاہر کرتا ہے۔ یقیناً پاکستانی کسانوں کو بھی مونسانٹو کی جینیاتی مکئی کے بیج پر بھی اس زہر کو استعمال کرنے پر مجبور کیا جائے گا۔ بھارت میں مونسانٹو کی جینیاتی کپاس بری طرح ناکام نظر آتی ہے اور یقیناً پاکستان میں بھی حالات مختلف نہیں۔ پاکستان میں کپاس کاشت کرنے والے کسان بی ٹی کپاس سے سخت نالاں ہیں اور مسلسل کم ہوتی ہوئی پیداوار خود اس کی گواہی دے رہی ہے۔ بی ٹی کپاس کی ناکامی کے بعد اب مونسانٹو جینیاتی مکئی متعارف کروانا چاہتی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مونسانٹو گزشتہ کئی سالوں سے ملک میں جینیاتی مکئی کی تجارتی کاشت کی اجازت حاصل کرنے کے لیے سرتوڑ کوشش کررہی ہے۔ اگر ملک میں تجارتی بنیادوں پر جینیاتی مکئی کی منظوری دے دی گئی تو یہ جینیاتی کپاس سے کہیں زیادہ تباہ کن ثابت ہوگی کیونکہ مکئی کی فصل میں ہوا کے ذریعے زیرگی کا عمل (پولینیشن) ہوتا ہے جو موجودہ مقامی مکئی کی اقسام کو تباہ کردے گی۔ مزید یہ کہ پاکستان میں مکئی کی فی ہیکٹر پیداوار میں پہلے ہی اضافے کا رجحان ہے جو اس وقت جینیاتی مکئی کاشت کرنے والے کئی ممالک کی فی ہیکٹر پیداوار سے زیادہ ہے۔ پاکستان اپنی مکئی کی ضروریات مقامی پیداوار کے ذریعے حاصل کررہا ہے اور یہاں جینیاتی فصلوں کے تجربات کی قطعاً ضرورت نہیں ہے۔

پاکستان میں تجارتی بنیادوں پر جینیاتی مکئی کی منظوری کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ ہمارے کسان اگلے کچھ سالوں میں جینیاتی کپاس کی طرح انتہائی مہنگے جینیاتی مکئی کے بیج استعمال کرنے پر مجبور ہوں گے۔ اہم ترین نکتہ یہ ہے کہ ملک میں جینیاتی بیجوں کو فروغ دے کر ہم اپنی غذائی فصلوں پر کمپنیوں کے قبضے کی راہ ہموار کررہے ہیں۔ یہ بات بھی صاف ظاہر ہے کہ مکئی ایتھنول کی پیداوار کے ساتھ ساتھ مصنوعی حیاتیات (سینتھیٹک بائیولوجی) میں تجارتی طور پر بھی استعمال ہوتی ہے۔ جینیاتی بیجوں کی منظوری جیسے اقدامات ملک میں بھوک،

بجٹ 2019-20

پاکستان کسان مزدور تحریک خیبر پختونخوا کے سابق رابطہ کار طارق محمود نے وفاقی بجٹ 2019-20 پر ردعمل دیتے ہوئے کہا ہے کہ وفاقی بجٹ میں عام آدمی کے لیے کچھ نہیں ہے۔ ان کا اس بات پر شدید اعتراض تھا کہ بجٹ میں بیجوں کے حوالے سے اور بے زمین اور چھوٹے کسانوں کے لیے کسی بھی قسم کی امداد کا کوئی تذکرہ نہیں ہے۔ انہوں نے اس بات کی نشاندہی کی ہے کہ کسانوں کا درآمدی بیجوں پر انحصار روز بروز بڑھتا جارہا ہے۔ جبکہ روایتی بیجوں کے فروغ کے لیے کچھ نہیں کیا جارہا۔ ان کا مزید کہنا تھا کہ حکومت بین الاقوامی کمپنیوں کو زمین فراہم کررہی ہے لیکن بے زمین کسانوں میں زمینی تقسیم کرنے سے گریزاں ہے۔ بجٹ پر مزید بات کرتے ہوئے ان کا کہنا تھا کہ اس میں ٹیوب ویلز پر زرتلافی دینے پر زور دیا گیا ہے جس کا استعمال چھوٹے کسانوں کے بجائے بڑے زمیندار کرتے ہیں۔ بجٹ میں زرعی مداخل کی دستیابی اور ان کی قیمتوں کے حوالے سے کوئی ذکر نہیں ہے۔

Not for the little guy

Tariq Mehmood

Former coordinator

Pakistan Kissan Mazdoor Tehreek KP

"THE federal budget offers us nothing," says Pakistan Kissan Mazdoor Tehreek's former Khyber Pakhtunkhwa coordinator Tariq Mehmood. His biggest concerns are about seed development and lack of support for small and landless farmers.

Farmers' reliance on imported seeds is increasing day-by-day as indigenous seed is not being improved, he points out.

"The government is doling out lands to multinational companies but is reluctant to distribute land among landless farmers", he complained, saying that the federal budget focuses on subsidies on tube wells which are used by large landholders and not small farmers. "Budget offers nothing for inputs availability and their prices either", he said.

(مزکورہ انٹرویو روزنامہ ڈان، بتاریخ 17 جون، 2019 میں شائع ہوا)

غذائی کمی اور ماحولیاتی بگاڑ کو مزید بدتر کرنے کا سبب بنیں گے جبکہ چھوٹے اور بے زمین کسان مزدوروں پر اس کے پڑنے والے بدترین معاشی اثرات ایک نہایت سنگین پہلو ہے۔

جاری کردہ : پاکستان کسان مزدور تحریک

پیداواری وسائل اور اختیارات تک رسائی

تحریر: سید گل

سرمایہ دارانہ نظام میں پیداواری وسائل اور پیداواری طریقوں پر قبضہ کے ذریعے منافع کمانے کا مضبوط طریقہ کار رائج ہے۔ اسی طریقہ کار کے ذریعے زراعت میں بھی وقت کے ساتھ ساتھ پیداواری طریقوں میں تیزی سے تبدیلیاں کی جارہی ہیں۔مشینی زراعت کا آغاز کسانوں اور مزدوروں کی زندگی میں سہولت اور آرام کے لیے نہیں بلکہ پیداواری وسائل مثلاً زمین، پانی، بیج اور دیگر وسائل پر قبضہ کو مزید مستحکم کرکے ان کا استحصال کرنے اور انہیں سرمایہ دار کا محتاج بنانے کے لیے کیا گیا ہے جس کے نتیجے میں پاکستان سمیت دنیا کے دیگر ممالک میں غربت، بھوک، غذائی کمی اور محرومیاں بڑھ رہی ہیں۔ انتہائی افسوس ناک بات یہ ہے کہ ہمارا حکمران طبقہ بھی سرمایہ دارانہ زراعت کو ہی نجات کی راہ سمجھتے ہوئے ملکی پالیسیوں اور قانونی تبدیلیوں میں مصروف عمل ہے۔ پانی کی غیر منصفانہ تقسیم ہو یا بین الاقوامی دیوہیکل کمپنیوں کا آبی وسائل کا اپنے منافع کے لیے استعمال، ماحولیاتی تباہی ہو یا پھر نجکاری کے ذریعے مزدوروں کا استحصال، یہ تمام عوامل سرمایہ دارانہ نظام کی حوس کا نتیجہ ہیں۔ جب تک چھوٹے اور بے زمین کسان اور مزدور یکجا ہوکر ان سرمایہ داروں، جاگیرداروں کے خلاف تحریک نہیں چلائیں گے اس وقت تک نہ پیداواری وسائل پر انہیں اختیار حاصل ہوسکتا ہے نا ہی وخودمختار و خودانحصار ہوسکتے ہیں۔ چھوٹے اور بے زمین کسان مزدوروں کے ان حقوق کے لیے پی کے ایم ٹی انہیں متحد اور جدوجہد کرنے کے لیے مختلف زاویوں پر کام کررہی ہے۔ خوراک کی خودمختاری بیج کی خودمختاری کے بغیر ممکن نہیں اسی لیے پی کے ایم ٹی کی عملی جدوجہد میں پائیدار بیج بینک قائم کرنا بھی شامل ہے کیونکہ بیج پر کسان کا اختیار ہوگا تو اسے پائیدار بنیادوں پر خوراک کے حصول کے لیے استعمال کرے گا ناکہ بیج کمپنیوں کی طرح منافع کے حصول کے لیے۔ زمین، بیج اور پانی جیسے اہم پیداواری وسائل پر کسان کا اختیار ہی صاف خوراک، ماحول اور بھوک وغربت سے پاک سماج کی بنیاد ہوگا۔

پائیدار زراعت

تحریر: ولی رحمان

موجودہ دور میں اب ہمارے پاس کسی غذائی فصل اور سبزیوں کے بیج نہیں ہیں سوائے چند غذائی فصلوں کے بیجوں کے۔ سبز انقلاب سے شروع ہونے والی مشینی زراعت اور اس شعبہ میں کمپنیوں کی مداخلت سے منڈی میں بیجوں کی فروخت کا سلسلہ شروع ہوا جو رفتہ رفتہ ہمارے کسانوں کے روایتی دیسی بیجوں کے خاتمے کی وجہ بنا، زیادہ پیداوار کے لالچ میں کسان اپنے مقامی روایتی بیجوں سے تو محروم ہوئے ہی ساتھ ہی کیمیائی کھاد اور زرعی زہر کے استعمال سے ہماری خوراک بھی آلودہ ہوگئی۔ زرعی کمپنیوں کے بیجوں کی کاشت سے پیداوار زیادہ ہوتو بھی چھوٹے اور بے زمین کسانوں کے لیے نقصان کا باعث بن رہی ہے کیونکہ بیج،کیمیائی کھاد اور زرعی زہر پر آنے والی لاگت اب کسان کو اپنی آمدنی سے ادا کرنی پڑتی ہے جبکہ اپنا دیسی بیج ہونے کی صورت میں کسان کو اس مد میں رقم خرچ نہیں کرنا پڑتی تھی۔ پائیدر زراعت کے لیے ضروری ہے کہ پیداواری وسائل پر اختیار کسان کا ہو چاہے وہ زمین ہو یا بیج، یا پھر پانی۔ کسانوں کے لیے لازم ہے کہ وہ ان پیداواری وسائل پر اختیار کے لیے متحد ہوکر جدوجہد کریں۔ ان جاگیرداروں کے خلاف جو ملک کی تقریباً آدھی زرعی زمینوں پر قابض ہیں اور ان سرمایہ دار کمپنیوں کے خلاف جو کسانوں کو ان ہی کے بیج فروخت کرکے منافع کمارہی ہیں۔ بیج کے تحفظ کے لیے اپنے بیج کی پیداوار اور اسے محفوظ بنانا ہی مزاحمت کا واحد راستہ ہے جس سے کسان کمپنیوں کی محتاجی سے نکل کر پائیدار زراعت کرسکتا ہے۔

نوجوانوں کی شمولیاتی تحقیقی تربیت تحقیق (ایف پار) سندھ اور پنجاب

رپورٹ: روٹس فار ایکوٹی

پی کے ایم ٹی اور روٹس فار ایکوٹی کی جانب سے ضلع گھوٹکی میں یوتھ پارٹیسپٹری ایکشن ریسرچ کا انعقاد کیا گیا جس میں سندھ کے چار اضلاع ٹنڈو محمد خان، خیرپور، شکارپور اور گھوٹکی سے نوجوانوں نے شرکت کی۔ پروگرام کے آغاز پر پی کے ایم ٹی، گھوٹکی کے رکن راجہ مجیب نے پی کے ایم ٹی کا تعارف پیش کیا۔ انھوں نے مزید کہا کہ پاکستان میں بھوک اور بے روزگاری کی اصل وجہ ناانصافی پر مبنی معاشرہ ہے جہاں ایک ایسا طبقہ جو خود خوراک پیدا کرتا ہے، وہی بھوک کا شکار ہے۔ ہم سب کے مسائل ایک جیسے ہیں چاہے ہم ملک کے کسی بھی ضلع میں رہتے ہوں۔ اس لیے کسانوں اور مزدوروں کا ایک ایسا اتحاد بنایا

گیا ہے جس میں رنگ، نسل، ذات، مذہب اور قومیت سے بالاتر ہوکر چھوٹے اور بے زمین کسان مزدور خوراک کی خودمختاری کے لیے جدوجہد کررہے ہیں۔

''تحریک کی ضرورت کیوں ہوتی ہے'' کے موضوع پر روٹس فار ایکوٹی کی ڈاکٹر عذرا طلعت سعید نے بات کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان میں صرف 11 فیصد افراد کے پاس ملک کی 45 فیصد زرعی زمین ہے جبکہ 89 فیصد کسانوں کے پاس 55 فیصد زرعی زمین ہے جو کہ کسانوں کے ساتھ نا انصافی ہے۔ سرمایہ دار پیداوار کا سارا اختیار اپنے پاس رکھتا ہے۔ ایسا نظام ہی کیوں ہو جس میں کچھ لوگوں کے پاس زیادہ وسائل ہوں اور زیادہ تر لوگ بھوک کا شکار ہوں۔ ہمارے ملک میں لاکھوں افراد غربت کی زندگی گزار رہے ہیں۔ جس کی ایک اہم وجہ بے زمینی ہے۔

نوجوانوں کو خوراک کی پیداوار، اس کی کمی کی وجوہات اور وسائل کی لوٹ مار پر مختلف سرگرمیوں اور ویڈیو کی مدد سے آگاہی فراہم کی گئی جو اس پروگرام کا ایک حصہ تھی۔ اس پروگرام کے تحت تحقیق کے لیے نوجوانوں کے تین گروپ بنائے گئے، ہر گروپ میں چھ سے سات نوجوان شامل تھے۔ دو گروپ ضلع گھوٹکی میں کچے کے علاقے میں گئے اور ایک گروپ تیل و گیس کے کارخانوں کے ظلم و استحصال سے متاثر علاقے میں ان کمپنیوں کے خلاف جدوجہد میں مصروف آبادی میں گیا۔ اس آبادی میں نوجوانوں نے متاثرہ مقامی افراد سے تیل و گیس کمپنیوں کے ظلم و استحصال پر معلومات حاصل کیں۔ جن علاقوں سے تیل و گیس دریافت ہوتا ہے وہاں ان کمپنیوں کی ذمہ داری بن جاتی ہے کہ وہ مقامی آبادی کو آمدنی سے حصہ دیں۔ اس کے برعکس تیل و گیس کمپنیاں مقامی آبادیوں کو ان کا حق نہیں دے رہی ہیں۔ تیل کمپنیوں کے اس استحصال کے خلاف ایک تحریک ''عام آدمی اتحاد'' پچھلے دو سالوں سے جدوجہد کررہی ہے۔ نوجوانوں نے اس تحریک کے قیام کے مقاصد، اس کے اہداف اور تحریک کی کامیابی کے امکانات کے حوالے سے معلومات حاصل کیں۔ دوسرے گروپ نے گنے کی فصل سے ہونے والے نقصانات پر کسانوں سے معلومات حاصل کیں کہ گنا کیوں لگایا جاتا ہے، اس سے کیا تیار کیا جاتا ہے اور گنے کی کاشت سے غذائی فصلوں پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں؟ تیسرے گروپ نے موسمی تبدیلی اور اس کے کسانوں پر پڑنے والے اثرات سے متعلق معلومات حاصل کیں کہ موسمی تبدیلی کے نتیجے میں سیلاب آنے کی صورت میں دیہات میں کتنا نقصان ہوتا ہے، مقامی افراد کو کن مشکلات سے گزرنا پڑتا ہے اور موسمی تبدیلی کیا ہے؟ تینوں گروپوں نے اپنی تحقیقی سرگرمیوں کی تین منٹ پر مشتمل دستاویزی فلم بھی تیار کی۔ تینوں گروپوں نے تحقیق کے لیے منتخب کردہ دیہات کی مکمل تفصیلات بھی مرتب کیں جیسے کہ گاؤں کی آبادی، اسکول و ہسپتال کی سہولیات، سڑکوں کی حالت زار، خواندگی، عورتوں کی مزدوری اور اجرت سے متعلق معلومات وغیرہ۔

آخر میں نوجوانوں نے پی کے ایم ٹی کو مزید منظّم کرنے کے لیے

لائحہ عمل پیش کیا جس میں ضلعی، صوبائی اور قومی سطح پر پی کے ایم ٹی کا پیغام پہچانے کا عزم کیا گیا۔ اس لائحہ عمل میں پی کے ایم ٹی کا پیغام ہر ضلع میں نوجوانوں تک پہچانا، ساؤ پروگرام میں عورتوں کی شمولیت کو یقینی بنانا، صوبائی سطح پر ناٹک کرنا، تمام اضلاع میں یکجہتی پیدا کرنا، عورت اور مذہبی حوالے سے موجود تنگ نظری کے خلاف جدوجہد کرنا اور ملک بھر میں مسائل کے حل کے لیے تنظیم سازی کو یقینی بنانا شامل ہے۔

پی کے ایم ٹی اور روٹس فار ایکوٹی کی جانب سے ضلع ملتان میں یوتھ پارٹیسپٹری ایکشن ریسرچ کا انعقاد کیا گیا جس میں پنجاب کے مختلف اضلاع سے نوجوان شریک ہوئے۔ پروگرام کا آغاز میں پی کے ایم ٹی کے نوجوان رکن امام الدین نے پی کے ایم ٹی کا تعارف پیش کیا۔ انھوں نے مزید کہا کہ ہمارا تعلق چاہے ملک کے کسی بھی ضلع سے ہو ہم سب کے مسائل ایک جیسے ہی ہیں۔ آج ہم سب معاشی طور پر زندگی کی دوڑ دھوپ میں پھنسے ہوئے ہیں۔ ہمیں مل کر ان مسائل کا حل ڈھونڈنا ہے اور ایسا تب ممکن ہوگا جب ہم سب متحد ہوکر خوراک کی خودمختاری کے لیے جدوجہد کریں گے۔

''تحریک کی ضرورت کیوں ہوتی ہے'' کے موضوع پر بات کرتے ہوئے روٹس فار ایکوٹی کی ڈاکٹر عذرا طلعت سعید نے کہا کہ پاکستان میں بہت ساری تحریکیں اور تنظیمیں ہیں جن میں مزدور یونین، ڈرائیور یونین، اساتذہ کی یونین اور ڈاکٹرز کی یونین شامل ہیں، لیکن کسانوں کی کوئی بھی یونین یا تحریک نہیں ہے جو چھوٹے اور بے زمین کسانوں کی آواز بلند کرے سوائے پی کے ایم ٹی کے۔ ہم سیاسی تعلیم اور تحقیق پر یقین رکھتے ہیں جس سے کسانوں اور مزدوروں میں شعور پیدا ہوتا ہے اور ان کے حقوق کے لیے جدوجہد کی راہ ہموار ہوتی ہے۔ نوجوانوں کو دکھائی گئی ایک مختصر دستاویزی فلم کے حوالے سے بات کرتے ہوئے انھوں نے مزید کہا کہ جب ہم احساس کمتری کا شکار ہوتے ہیں تب ہمارا حوصلہ بھی کم ہوجاتا ہے اور ہم خود کو کم تر سمجھنے لگتے ہیں۔ پی کے ایم ٹی کا ایک مقصد اندر کے انسان کو جگانا اور اپنے حوصلوں کو مضبوط بنانا بھی ہے۔ ہمارے کسان سخت محنت کرتے ہیں لیکن اس کے بدلے میں انہیں بھوک ملتی ہے۔ جو کسان ساری دنیا کو خوراک دیتے ہیں ہمارے معاشرے میں انہیں کمتر سمجھا جاتا ہے۔ اس لیے تحریک کی ضرورت ہے، دل میں احساسات پیدا کرنے اور سوچ میں پاکیزگی لانے کی ضرورت ہے۔

پروگرام میں مختلف اضلاع سے شرکت کرنے والے نوجوانوں نے اپنا تعارف پیش کیا اس کے بعد انہیں خوراک کی پیداوار، اس کی کمی کی وجوہات اور وسائل کی لوٹ مار پر متعلق مختلف سرگرمیوں اور ویڈیو کی مدد سے آگاہی فراہم کی گئی جو اس پروگرام کا ایک حصہ تھی۔ اس پروگرام کے تحت نوجوانوں کے دو گروپ تشکیل دیے گئے۔

ہر گروپ میں پانچ نوجوان شامل تھے۔ دونوں گروپوں نے ضلع ملتان کے پسماندہ گاؤں کا دورہ کیا۔ ایک گروپ موسمی تبدیلی سے متاثرہ آبادی میں گیا جہاں نوجوانوں نے متاثرہ لوگوں سے موسمی تبدیلی اس کے کسان مزدوروں پر پڑنے والے اثرات پر معلومات حاصل کیں کہ موسمی تبدیلی کے نتیجے میں آنے والے سیلابوں سے گاؤں میں کتنا نقصان ہوتا ہے، مقامی افراد کو کن مشکلات سے گزرنا پڑتا ہے، موسمی تبدیلی کیا ہے، سیلاب سے ان کی زمینوں پر کیا اثر پڑتا ہے، اس کا ذمہ دار کون ہے۔ دوسرے گروپ نے ٹوکرے بنانے والے مزدوروں سے معلومات حاصل کیں کہ ٹوکرے بنانے کے لیے لکڑی کہاں سے آتی ہے، اس کام میں انہیں کن مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے، ایک دن میں کتنے ٹوکرے تیار کرتے ہیں، گاؤں سے شہر کے لیے ٹوکروں کی ترسیل کس طرح ہوتی ہے، شہر میں ایک ٹوکرا کتنے روپے میں فروخت کرتے ہیں، منڈی میں ٹوکرے بیچنے کے لیے انہیں کیا مشکلات پیش آتی ہیں، ٹوکرے بنانے سے صحت پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں؟ دونوں گروپوں نے دورے سے واپسی پر اپنی رپورٹ پیش کی۔ رپورٹ پیش کرتے ہوئے نوجوانوں کا کہنا تھا کہ جس گاؤں میں وہ گئے وہاں کسی بھی طرح کی سہولت موجود نہیں ہے۔ آج کے اس جدید دور میں بھی وہاں بجلی بھی نہیں، سیلاب کی صورت میں گھر دریا کی زد میں آجاتے ہیں، ان کے گھر مویشیوں سمیت پانی میں ڈوب جاتے ہیں اور خوراک کی کمی ہو جاتی ہے۔ اسکول، ہسپتال اور دیگر بنیادی ضروریات کے لیے کوئی سہولیات موجود نہیں تھیں۔ دونوں گروپوں نے موسمی تبدیلی اور لکڑی سے ٹوکرے بنانے والی مزدور عورت پر تین منٹ کی دستاویزی فلم بھی تیار کی۔ دونوں گروپوں نے تحقیق کے لیے منتخب کردہ دیہات کی مکمل تفصیلات بھی مرتب کیں جیسے کہ گاؤں کی آبادی، اسکول و ہسپتال کی سہولیات، سڑکوں کی حالت زار، خواندگی، عورتوں کی مزدوری اور اجرت سے متعلق معلومات وغیرہ۔

سندھ میں سڑک کی خستہ حالی، ضلع ٹنڈو محمد خان

تحریر: علی نواز ورڈ

بنی آدم نے ترقی کرکے ہرشعبہ میں آسانی پیدا کرلی ہے جس سے بے شمار فوائد حاصل ہوتے ہیں، لیکن ماتلی شہر سے 12 کلومیٹر کی دوری پر میرے گاؤں ڈگ موری کی بنیادی سڑک اب تک ترقی سے محروم ہے۔ اس سڑک سے منسلک 20

سے زیادہ گاؤں کا یہی واحد راستہ ہے۔ سڑک ہی ایک وہ ذریعہ ہوتا ہے جس سے ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں تک اور شہر تک رسائی ممکن ہوتی ہے لیکن حکومت تو کیا یہاں کے منتخب نمائندے بھی اس سڑک کی خستہ حالی سے بے خبر ہیں۔ اس سڑک کی تعمیر کا ٹھیکہ ایک سال پہلے منظور ہوا تھا لیکن اس پر صرف پتھروں کی بچھائی ہوسکی وہ بھی صرف تین کلو میٹر تک جس پر کارپیٹنگ بھی نہیں کی گئی۔ سڑک کی تعمیر میں استعمال ہونے والے پتھر ابھی بھی سڑک کے اطراف میں پڑے آنے جانے والوں کا منہ چڑا رہے ہیں۔ کارپیٹنگ نہ ہونے کی وجہ سے بچھائے گئے پتھر بھی اکھڑ گئے ہیں۔ ستم ظریفی یہ ہے کہ اب اس پر پیدل چلنا بھی مشکل ہوگیا ہے۔ یہ علاقہ ہر لحاظ سے زرخیز ہے جہاں گندم، چاول، کپاس کی پیداوار ہوتی ہے۔ کسان اپنی فصل فروخت کرنے کے لے شہر جانے کا ارادہ کرتا ہے تو کرایہ سن کر ہی اس کے ہوش اڑ جاتے ہیں کیونکہ ٹرانسپورٹر سڑک خراب ہونے کی وجہ سے زیادہ کرایہ طلب کرتے ہیں جو غریب کسان نہیں دے سکتے۔ مجبوراً کسان کم قیمت پر اپنی فصل فروخت کرنے پر راضی ہوجاتے ہیں۔اس اذیت سے نجات کے لیے اس علاقے کے ہر ایک کسان مزدور کا مطالبہ ہے کہ اس ٹھیکیدار کے خلاف کارروائی کی جائے جس نے سڑک کی تعمیر مکمل نہیں کی اور اس سڑک کو فوری طور پر مکمل کیا جائے تا کہ کسان منڈی تک رسائی حاصل کرسکیں اور دیگر دیہات تک آمدورفت بھی آسان ہو۔

پانی کی کمی اور اس کے نقصانات

تحریر: نور احمد

پانی زندگی ہے اور اسی کی بدولت زمین پر انسان حیوان، چرند پرند، درخت، کیڑے مکوڑے غرض ہر جاندار چیز موجود ہے۔ پانی قدرت کا ایک خاص تحفہ ہے جس کی قدر اور حفاظت کرنا ہم سب کا فرض ہے۔جتنی ضرورت ہو ہمیں اتنا ہی پانی استعمال کرنا چاہیے تاکہ سب کو پانی مل سکے۔ پانی ذخیرہ کرنے کے لیے ڈیم اور اس کی تقسیم کے لیے نہریں بنائی جاتی ہیں۔ یہاں پانی کی تقسیم ایک بہت بڑا مسئلہ رہا ہے جس پر اثر و رسوخ باا ثر جاگیرداروں کا رہا ہے جو اپنی زمینوں کے لیے پانی کے حصول کے لیے محکمہ آبپاشی کے بدعنوان حکام کا استعمال کرتے ہیں جبکہ ہاری کسان اس غیرمنصفانہ تقسیم کی وجہ سے پانی سے محروم ہوجاتے ہیں۔ پانی کی تقسیم منصفانہ ہو تو اس کی کمی پر کسی حد تک قابو بھی پایا جاسکتا ہے۔

گذشتہ کچھ برسوں سے ہمارے ضلع ٹنڈو محمد خان میں بھی سندھ کے دیگر اضلاع کی طرح پانی کی بہت کمی ہوگئی ہے۔ پہلے جون کے مہینے میں پانی وافر ہوتا تھا اور چاول کی فصل تقریباً لگ چکی ہوتی تھی۔ لیکن اب حالات یہ ہیں کہ جن لوگوں نے چاول کی پنیری لگائی ہے وہ بھی اور جو نہیں لگا سکے وہ بھی پریشان ہیں۔ پنیری لگانے والے کسان اس لیے پریشان ہیں کہ پنیری اب تیار ہوگئی ہے لیکن پانی نہ ہونے کی وجہ سے اسے زمین میں منتقل نہیں کرسکتے۔ پنیری لگانے میں تاخیر سے پیداوار بھی معمول سے کم ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ جن لوگوں نے پنیری نہیں لگائی وہ بھی پریشان ہیں کہ چاول کی بیجائی کا وقت بیتا جارہا ہے۔ ایک تو پانی کی کمی کی وجہ سے ضلع میں وارہ بندی ہورہی ہے یعنی پانچ دن ملے گا تو پانچ دن بند رہے گا۔ جب نہروں میں پانی دیا جاتا ہے تو اس کا بہاؤ بہت نیچے ہوتا ہے جس کی وجہ سے لفٹ مشین کے بغیر پانی کھیتوں میں نہیں پہنچ سکتا۔ اس پر ستم یہ کہ ہمیں لفٹ مشین استعمال کرنے کی اجازت بھی نہیں ہے۔اس صورتحال میں نہر میں پانی آتا بھی ہے تو کسان کے کسی کام کا نہیں۔ ضلع ٹنڈو محمد خان میں پانی کی کمی کی یہ صورتحال ہماری زراعت کو تباہی کی طرف لے جارہی ہے۔

انسانی حقوق کا عالمی منشور اور اس کی عالمی، ملکی اور علاقائی سطح پر خلاف ورزیاں

تحریر: فیاض احمد

اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے 10 دسمبر،1948 کو انسانی حقوق کے عالمی منشور کی منظوری کا اعلان کیا۔ اس منشور میں اقوام متحدہ نے صاف اور سادہ انداز میں انسانی حقوق بیان کردیے ہیں جس کی رو سے تمام انسان بلاکسی مذہب، جنس، رنگ ونسل کی تفریق کے برابر ہیں۔ اس تاریخی کارنامے کے بعد اسمبلی نے اپنے تمام رکن ممالک پر زور دیا کہ اپنے ملک میں منشور کا اعلان کریں اور اس کی نشر و اشاعت میں حصہ لیں۔ انسانی حقوق کا یہ عالمی منشور تمام اقوام کے واسطے حصول مقصد کا مشترک معیار ہوگا، تاکہ ہر فرد معاشرے کا ہر ادارہ اس منشور کا احترام کرے۔ انسانی حقوق کے عالمی منشور کی کچھ دفعات درج ذیل ہیں۔

دفعہ 1۔ انسان آزاد اور حقوق وعزت کے اعتبار سے برابر پیدا ہوئے ہیں۔ انہیں ضمیر اور عقل ودیعت ہوئی ہے۔ اس لیے انہیں ایک دوسرے کے ساتھ بھائی چارے کا سلوک کرنا چاہیے۔

دفعہ 2۔ ہر شخص ان تمام آزادیوں اور حقوق کا مستحق ہے جو اس اعلان میں بیان کیے گئے ہیں، اور اس حق پر نسل، رنگ، جنس، زبان، مذہب

اور سیاسی تفریق کا یا کسی قسم کے عقیدے، قوم معاشرے، دولت یا خاندانی حیثیت وغیرہ کا اثر نہ پڑے گا۔

اس کے علاوہ جس علاقے یا ملک سے جو شخص تعلق رکھتا ہے اس کی سیاسی کیفیت کا دائرہ اختیار یا بین الاقوامی حیثیت کی بنا پر اس سے کوئی امتیازی سلوک نہیں کیا جائے گا۔ چاہے وہ ملک یا علاقہ آزاد ہو یا تولیتی ہو، یا غیر مختار ہو یا سیاسی اقتدار کے لحاظ سے کسی بندش کا پابند ہو۔

دفعہ 3 ہر شخص کو اپنی جان، آزادی اور ذاتی تحفظ کا حق ہے۔

دفعہ 4 کوئی شخص غلام یا لونڈی بنا کر نہیں رکھا جاسکے گا غلامی اور بردہ فروشی چاہے اس کی کوئی شکل بھی ہو، ممنوع قرار دی جائے گی۔

دفعہ 5 کسی شخص کو جسمانی اذیت یا ظالمانہ، انسانیت سوز یا ذلت آمیز سلوک یا سزا نہیں دی جائے گی۔

دفعہ 6 ہر شخص کا حق ہے کہ ہر مقام پر قانون اس کی شخصیت کو تسلیم کرے۔

دفعہ 7 قانون کی نظر میں سب برابر ہیں اور سب بغیر تعریف کے قانون کے اندر امان پانے کے برابر کے حقدار ہیں۔ اس اعلان کے خلاف جو تفریق کی جائے یا جس تفریق کے لیے ترغیب دی جائے اس سے سب برابر کے بچاؤ کے حقدار ہیں۔

دفعہ 8 ہر شخص کو ان افعال کے خلاف جو اس دستور یا قانون میں دئے ہوئے بنیادی حقوق کو تلف کرتے ہوں، با اختیار قومی عدالتوں سے موثر طریقے پر چارے جوئی کرنے کا پورا حق ہے۔

دفعہ 9 کسی شخص کو محض حاکم کی مرضی پر گرفتار، نظر بند یا جلا وطن نہیں کیا جائے گا۔

دفعہ 10 ہر شخص کو یکساں طور پر حق حاصل ہے کہ اس کے حقوق و فرائض کا تعین یا اس کے خلاف کسی عائد کردہ جرم کے بارے میں مقدمہ کی سماعت آزاد اور غیر جانبدار کھلی عدالت میں منصفانہ طریقے پر ہو۔

دفعہ 11

(1) ہر ایسے شخص کو جس پر کوئی فوجداری کا الزام عائد کیا جائے، بے گناہ شمار کیے جانے کا حق ہے تاوقتیکہ کے اس پر کھلی عدالت میں قانون کے مطابق جرم ثابت نہ ہو جائے اور اسے اپنی صفائی پیش کرنے کا پورا موقع نہ دیا جاچکا ہو۔

(2) کسی شخص کو کسی ایسے فعل یا فروگذاشت کی بنا پر جو ارتکاب کے وقت قومی یا بین الاقوامی قانون کے اندر تعزیری جرم شمار نہیں کیا جاتا تھا، کسی تعزیری جرم میں ماخوذ نہیں کیا جائے گا۔

دفعہ 12 کسی شخص کو نجی زندگی، خانگی زندگی، گھر بار، خط و کتابت میں من مانے طریقے پر مداخلت نہ کی جائے گی اور نہ ہی اس کی عزت اور نیک نامی پر حملے کیے جائیں گے۔ ہر شخص کا حق ہے کہ قانون اسے حملے یا مداخلت سے محفوظ رکھے۔

دفعہ 13

(1) ہر شخص کا حق ہے کہ اسے ہر ریاست کی حدود کے اندر نقل و حرکت اور سکونت اختیار کرنے کی آزادی ہو۔

(2) ہر شخص کو اس بات کا حق ہے کہ وہ ملک سے چلا جائے چاہے یہ ملک اس کا اپنا ہو۔ اور اسی طرح اُسے ملک میں واپس آجانے کا بھی حق ہے۔

دفعہ 14

(1) ہر شخص کو ایذا رسانی سے (بچنے کے لیے) دوسرے ملکوں میں پناہ ڈھونڈنے، اور پناہ مل جائے تو اس سے فائدہ اٹھانے کا حق ہے۔

(2) یہ حق ان عدالتی کاروائیوں سے بچنے کے لیے استعمال میں نہیں لایا جاسکتا جو خالصتاً سیاسی جرائم یا ایسے افعال کی وجہ سے عمل میں آتی ہیں جو اقوام متحدہ کے مقاصد اور اصول کے خلاف ہیں۔

دفعہ 15

(1) ہر شخص کو قومیت کا حق ہے۔

(2) کوئی شخص محض حاکم کی مرضی پر اپنی قومیت سے محروم نہیں کیا جائے گا اور اس کی قومیت تبدیل کرنے کا حق دینے سے انکار نہ کیا جائے گا۔

دفعہ 16

(1) بالغ مردوں اور عورتوں کو بغیر کسی ایسی پابندی کے جو نسل، قومیت یا

مذہب کی بنا پر لگائی جائے شادی بیاہ کرنے اور گھر بسانے کا حق ہے۔ مردوں اور عورتوں کو نکاح، ازدواجی زندگی اور نکاح کو فسخ کرنے کے معاملہ میں برابری کے حقوق حاصل ہیں۔

(2) نکاح فریقین کی پوری اور آزاد رضا مندی سے ہوگا۔

(3) خاندان معاشرے کی فطری اور بنیادی اکائی ہے۔ اور معاشرے اور ریاست دونوں کی طرف سے حفاظت کا حقدار ہے۔

انسانی حقوق کے اس کنونشن پر امریکہ، روس، چین، برطانیہ اور فرانس جیسے بڑے ممالک سمیت تقریباً تمام ممالک نے دستخط کیے ہیں۔ لیکن موجودہ حالات میں دنیا پر نظر ڈالیں تو سرحدی و معاشی تنازعات، جنگیں اور ان کے نتیجے میں اسلحہ کی تجارت اور اموات، ہجرت، بھوک، غذائی کمی، افلاس انسانیت کو شرمندہ کررہی ہے۔ آج پوری دنیا میں انسانی حقوق کے بلند و بانگ دعوے کرنے والے چند طاقتور ممالک دنیا میں اپنے سامراجی، قومی و معاشی مفادات کی خاطرسرعام انسانی حقوق کی دھجیاں اڑاتے ہیں جنھیں انسانی حقوق کی خلاف ورزی نہیں سمجھا جاتا اور اس کی دلیل میں کہا جاتا ہے کہ یہ عمل جائز تھا کیونکہ یہ ہماری قومی وملکی سلامتی یا معیشت کے خلاف تھا وغیرہ وغیرہ۔ یوں انسانی حقوق کی بدترین پامالی کا یہ عمل تاحال جاری و ساری ہے۔

امریکہ میں 9/11 کا دہشت گردی کا واقعہ انتہائی افسوسناک عمل تھا جس میں بے گناہ انسانوں کی جانیں گئیں۔ یہ کیوں ہوا، کس نے کیا؟ یہ سوالیہ نشان تھا ہے اور شاید رہے گا۔امریکہ نے دہشت گردی کے اس واقعہ کی آڑ میں افغانستان پر جنگ مسلط کردی جس کا مقصد اسلحے کی فروخت، اس خطے کے وسائل پر قبضہ کرنا اور پوری دنیا کو یہ پیغام دینا بھی تھا کہ امریکہ سے زیادہ طاقتور کوئی نہیں ہے، کیونکہ اسے اقوام متحدہ بھی نہیں روک سکتی۔ امریکہ کے اس عمل سے افغانستان، پاکستان میں دہشت گردی میں اضافہ ہوا اور دہشت گردی کے خلاف نام نہاد اس جنگ کے دوران پاکستان میں امریکی ڈرون حملوں سے سینکڑوں لوگ بھی مارے گئے جو انسانی حقوق کے عالمی کنونشن کی کھلی خلاف ورزی ہے۔

افغانستان میں جنگ کے ساتھ ساتھ امریکہ نے ایران، سعودی عرب تعلقات خراب کروا کر وہاں بھی اسلحے کی دوڑ کو فروغ دیا اور سعودی عرب کو اسلحہ فروخت کرنے کے اربوں ڈالر کے معاہدے کیے۔سعودی عرب اور ایران تنازع تمام مسلم ممالک کے لیے مسئلہ ہے کیونکہ سعودی عرب مسلمانوں کے لیے مقدس مذہبی مرکز ہے جبکہ ایران، عراق اور شام بھی مسلمانوں کے لیے مقدس مقامات کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اسلحہ کی فروخت کے معاہدے سے ایران وسعودی عرب اور مسلمانوں میں پہلے سے موجود اس تقسیم میں مزید اضافہ ہوگا جس سے تشدد بڑھے گا اور اس کا فائدہ صرف اسلحہ منڈیوں کو ہوگا جس سے امریکہ جیسے ممالک کو معاشی و سیاسی فائدہ حاصل ہوگا، ان کی طاقت مزید بڑھے گی، اور جہاں لڑائیاں اور جنگیں ہوں گی وہاں موت، افلاس، بھوک، خودکشیاں بڑھیں گی۔ یمن میں جاری جنگ اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والا انسانی المیہ اس کی ایک مثال ہے جہاں انسانی حقوق کی سنگین خلاف ورزیوں پر اقوام متحدہ بھی بے بس نظر آتی ہے۔

یہی نہیں امریکہ نے پاکستان و بھارت کے بیچ تنازعات کا فائدہ اٹھا کر اور خطے میں بڑھتے ہوئے چینی کردار کی بنیاد پر بھارت کو بھی اسلحہ فروخت کرنے کے معاہدے کیے۔اس تمام تر سیاست سے خطے کے ممالک میں بیرونی اور اندرونی مسائل بڑھے اور دہشت گردی و تشدد میں اضافہ ہوگا۔ انسانی حقوق کے نام نہاد علمبردار امریکہ اور اس کے اتحادی جنگی تباہ کاریوں میں کس طرح مصروف عمل ہیں ان اعداوشمار سے سمجھا جاسکتا ہے۔ امریکہ نے سال 2018 میں 8,760 ملین ڈالر، روس نے 8,003 ملین ڈالر، جرمنی نے 193 ملین ڈالر، فرانس نے 1,193 ملین ڈالر اور چین نے 1,783 ملین ڈالر کا اسلحہ برآمد کیا*۔

چین پاکستان اقتصادی راہداری (سی پیک) منصوبے میں دعویٰ کے مطابق اربوں ڈالر کا سرمایہ لگ چکا ہے اور مزید سرمایہ کاری ابھی ہونا باقی ہے۔ یہ منصوبہ گوادر تا کاشغر اور پھر دنیا کے دیگر خطوں تک پھیلے گا، جسے پاکستان کی کامیابی سمجھا جارہا ہے۔ جبکہ چین اپنے ملک کی تقریباً ڈیڑھ ارب آبادی کے لیے دنیا پر قبضے کے لیے نکلا ہے۔ کیونکہ چین کو اپنی قوم کے لیے وسائل کی ضرورت ہے جبکہ چینی منصوبوں سے جڑے ممالک اس غلط فہمی میں ہیں کہ چین کی آزاد تجارت سے انہیں فائدہ ہوگا۔

سی پیک کے تحت جاری منصوبوں کے لیے مقامی آبادیوں کو ان کی زمینوں سے بے دخل کرنا، روزگار اور رہائش سے محروم کرنا بھی بنیادی انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہے۔

چینی کمپنیوں کے لیے تعمیر ہونے والے خصوصی اقتصادی زون کے لیے دہائیوں سے آباد کسانوں کو دربدر کرنا انہیں معاشی طور پر مفلوج کرکے غربت اور بھوک میں دھکیلنے کے مترادف ہے جو ناصرف بنیادی انسانی حقوق بلکہ ملکی آئینی خلاف ورزی بھی ہے۔

*اوصاف، سنڈے میگزین 17 فروری، 2019

بیج بینک 2018-19

رپورٹ: روٹس فار ایکوٹی

انسانی تاریخ میں ایک اشتراکی دور بھی رہا ہے جب انسان میں ذاتی ملکیت کا تصور نہیں تھا۔ زمین، بیج، اوزار اور اجناس وغیرہ اجتماعی ملکیت تھے۔ جب پیداوار بڑھی تو ذاتی ملکیت کا رجحان بھی فروغ پانے لگا اور معاشرے میں طبقاتی نظام قائم ہوا۔ اس کے ساتھ ساتھ غلامی کو بھی فروغ دیا گیا۔ کسان کے تمام پیداواری وسائل جو اس کے لیے کھیتی باڑی اور روز مرہ کی زندگی گزارنے کے لیے ضروری تھے ان پر طبقاتی نظام نے قبضہ کرکے کسان کو غلام بنایا۔ آج کے دور میں کمپنیوں کی اجارہ داری اور حکومتوں کے گٹھ جوڑ سے اسی طبقاتی نظام میں موجود سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کو فائدہ پہنچانے کے لیے کسان کی صدیوں پرانی میراث ''بیج'' پر قبضہ کیا جارہا ہے۔ پی کے ایم ٹی کسان کو اب بھی بیج اور زمین کا وارث سمجھتی ہے کیونکہ زراعت کسان کی ہی ایجاد ہے۔

بیج کی غلامی سے نجات کے لیے پی کے ایم ٹی کے ممبران نے سال 2018-19 میں تین صوبوں کے 12 اضلاع میں کسان ممبران نے 89 انفرادی بیج بینک قائم کیے۔ ہر بیج بینک پر گندم کی مقامی اور دیسی 3 سے 4 اور سبزیوں کی کئی اقسام کاشت کی گئیں۔ اس طرح 89 بیج بینک میں کل 23 اقسام کی گندم کاشت کی گئی جن میں سندھی تھوڑی، گندم ساہیوال، گندم مانسہرہ، سفید گندم ہری پور، رتی گندم ڈی جی خان، لال گندم ڈیرہ بگٹی، دیسی گندم ڈی جی خان، مکھن گندم، دیسی ملکی رکھنی، بارانی گندم، فیصل آباد گندم، پنجاب-11 گندم، انقلاب، وطن، ستار، عالیہ گندم، راجن پور گندم، گلیکسی، چاغی، اجالا، ٹی ڈی - ون، سحر اور لاثانی شامل ہیں۔ سبزیوں کی 8 اقسام کاشت کی گئیں جن میں مولی، دھنیا، گاجر، مونگرے، پالک، میتھی، سرسوں اور لہسن شامل ہیں۔ صوبہ سندھ کے ضلع ٹنڈو محمد خان میں 7، بدین میں 20، خیر پور میں 12، شکارپور میں 5 اور گھوٹکی میں 7 کسانوں نے بیج بینک لگائے۔ صوبہ پنجاب کے ضلع راجن پور 7، ملتان میں 11 اور ساہیوال میں 7 جبکہ صوبہ خیبر پختونخوا کے ضلع لوئر دیر میں 6، ہری پور میں 4، مانسہرہ میں 2 اور پشاور میں 1 بیج بینک لگایا گیا۔ پی کے ایم ٹی کے 12 اضلاع میں ضلعی سطح پر 12 مشترکہ بیج بینک بھی لگائے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ روٹس فار ایکوٹی نے ضلع ملتان میں 2 ایکڑ، ضلع مظفر گڑھ میں 1 ایکڑ اور ضلع ہری پور میں ایک ایکڑ زمین پر قائم تجرباتی کھیتوں میں روایتی طریقوں پر گندم کی 23 اور سبزیوں کی 7 اقسام کاشت کیں۔ ضلع ملتان کے تجرباتی کھیت پر 12 سے 14 اقسام، ضلع مظفر گڑھ میں 17 اقسام اور ضلع ہری پور میں 19 اقسام کاشت کی گئیں ہیں۔ تجرباتی کھیتوں سے 20 من فی ایکڑ پیداوار حاصل کی گئی۔ پی کے ایم ٹی کے تمام مشترکہ اور انفرادی بیج بینکوں کی کٹائی سے پہلے پی کے ایم ٹی نیشنل سیڈ کمیٹی کے ممبران نے دورہ کیا کہ آیا بیجوں کی افادیت، صلاحیت، بیماریوں کی روک تھام، زمین کی زرخیزی کو کسان ممبران نے یقینی بنایا ہے۔ کمیٹی نے کسان ممبران سے اپنے تجربات کا تبادلہ بھی کیا۔

پی کے ایم ٹی کی ششماہی سرگرمیاں (جنوری تا جون، 2019)

پاکستان کسان مزدور تحریک کسانوں سے جڑے مسائل کو سمجھنے اور کسانوں کے ساتھ رابطے اور تنظیم سازی کو آگے بڑھانے کے لیے ملک بھر کے منتخب اضلاع میں تربیتی پروگراموں کے ساتھ ساتھ روایتی زراعت کے فوائد اور جدید زراعت کے نقصانات سے آگاہی فراہم کرنے کے عمل میں ہے۔ اس عمل کا مقصد کسان دشمن حکومتی اور عالمی زرعی اور معاشی پالیسیوں کے خلاف آگہی اور جدوجہد کے راستے تلاش کرنا ہے۔ پی کے ایم ٹی کے تحت جنوری تا جون، 2019 تک اس حوالے سے مندرجہ ذیل سرگرمیاں انجام دی گئیں:

عوامی آگہی پروگرام برائے پائیدار زراعت

پی کے ایم ٹی کے تحت منتخب اضلاع میں پائیدار زراعت کے حوالے سے عوامی آگہی پروگرام (ساؤ) کا انعقاد کیا گیا۔ صوبہ کے پی کے میں ضلع ہری پور میں 11 سیشن منعقد ہوئے جن میں 6 عورتوں کے ساتھ ہوئے، مانسہرہ میں 4 اور پشاور میں 2 سیشن منعقد ہوئے۔ صوبہ سندھ کے ضلع گھوٹکی میں 2 اور بدین میں 1 سیشن منعقد ہوا۔ صوبہ پنجاب کے ضلع ملتان میں 1 سیشن منعقد ہوا۔

ابتدائی سیاسی تربیتی پروگرام (پولیٹیکل ایجوکیشن پروگرام/پری پیپ)

ابتدائی سیاسی تربیتی پروگرام (پری پیپ) عوامی آگہی پروگرام برائے پائیدار زراعت (ساؤ) کے مقابلے میں اعلیٰ سطحی تعلیمی پروگرام ہے جس میں سبز انقلاب، پدرشاہی، پیداواری وسائل، نوآبادیات اور عالمگیریت کے موضوعات زیر بحث لائے جاتے ہیں۔ سیشن کا دورانیہ ایک دن پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس سیشن کا مقصد ضلعی سطح پر ممبران کو سرگرم رکھنا اور پولیٹیکل ایجوکیشن پروگرام کے لیے تیار کرنا ہے جس کا دورانیہ دو سے تین دن ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں صوبہ سندھ کے ضلع ٹنڈو محمد خان اور شکارپور میں 2، ضلع بدین، خیرپور میں 1 دفعہ سیشن منعقد ہوئے۔ صوبہ پنجاب میں ضلع ساہیوال اور ملتان میں 1 دفعہ منعقد ہوئے۔ صوبہ کے پی کے میں ضلع لوئر دیر، پشاور، ہری پور اور مانسہرہ میں ایک ایک دفعہ منعقد ہوئے۔

پی کے ایم ٹی گیارہواں سالانہ اجلاس

پی کے ایم ٹی کا گیارہواں سالانہ اجلاس 29-28 دسمبر، 2018 کو لاہور رینیول سنٹر میں منعقد ہوا جس میں پی کے ایم ٹی کے تمام اضلاع سے 110 سے زیادہ کسانوں نے شرکت کی۔ اجلاس کا عنوان ''پاکستان میں سرمایہ دارانہ زراعت کی یلغار: کسان تحریکوں کی ذمہ داری'' تھا۔ اجلاس کے پہلے دن مختلف شعبہ جات سے تعلق رکھنے والے مقررین نے مختلف پینل سے خطاب کیا۔ پی کے ایم ٹی پکار تھیٹر گروپ نے اجلاس میں ناٹک پیش کیا۔ اجلاس کے دوسرے دن پی کے ایم ٹی کی گزشتہ سال کی کارکردگی کا جائزہ لیا گیا اور ضلعی عہدیداران کا چناؤ کیا گیا۔ اجلاس کے تفصیلات صفحہ 2 پر ملاحظہ فرمائیں۔

مزدوروں کا عالمی دن

پاکستان کسان مزدور تحریک اور روٹس فار ایکوٹی کی جانب سے مزدوروں کے عالمی دن کے موقع پر حطار ہری پور، خیبرپختونخوا میں ایک جلسہ منعقد کیا گیا جس میں صنعتی مزدوروں اور پی کے ایم ٹی کے ضلع ہری پور کے چھوٹے اور بے زمین کسان مزدوروں نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ اجلاس کی تفصیلات صفحہ 8 پر ملاحظہ فرمائیں۔

پریس کانفرنس و احتجاجی ریلی

29 مارچ، 2019 کو بے زمین کسانوں کے عالمی دن کے موقع پر ملک بھر میں غیرملکی سرمایہ کاری اور ترقیاتی منصوبوں کے نام پر جاری زمینی قبضے اور چھوٹے و بے زمین کسان مزدوروں میں بے زمینی کے خلاف بیک وقت پشاور اور ملتان پریس کلب میں پریس کانفرنس منعقد کی گئی اور گھوٹکی پریس کلب پر احتجاجی مظاہرہ کیا گیا جس میں مختلف اضلاع سے چھوٹے اور بے زمین کسان مزدوروں نے شرکت کی۔ پریس ریلیز صفحہ 12 پر ملاحظہ فرمائیں۔

پاکستان کے چھوٹے اور بے زمین کسان مزدوروں کے حقوق کے لیے سرگرم پاکستان کسان مزدور تحریک (پی کے ایم ٹی) کی جانب سے زراعت میں دیوہیکل بین الاقوامی بیج کمپنیوں کی جینیاتی ٹیکنالوجی کے فروغ کے خلاف اسلام آباد پریس کلب میں ایک پریس کانفرنس منعقد کی گئی۔ پریس ریلیز صفحہ 14 پر ملاحظہ فرمائیں۔

نوجوانوں کی شمولیاتی تحقیقی تربیت تحقیق (ایف پار) سندھ اور پنجاب

پاکستان کسان مزدور تحریک نے نوجوانوں کے لیے معاشرے میں سیاسی، معاشرتی، معاشی اور ماحولیاتی ناانصافی کے اثرات کو سمجھے کے لیے دیہی نوجوانوں کے لیے تحقیقی سرگرمی کا انعقاد کیا۔ اس کی تفصیل صفحہ 16 پر دیکھیں۔

کور گروپ میٹنگ

- جنوری تا جون،2019 پی کے ایم ٹی کے مندرجہ ذیل اجلاس منعقد کیے گئے۔
- مرکزی کور گروپ میٹنگ 17-16 مارچ کو ملتان میں منعقد کی گئی۔
- سندھ کور گروپ میٹنگ 3 مارچ کو خیر پور اور 16 جون کو کراچی میں منعقد کی گئی۔
- کے پی کے کور گروپ میٹنگ 10 مارچ کو ھطار ہری پور میں منعقد کی گئی۔
- پنجاب کور گروپ میٹنگ 8 مارچ کو ملتان میں منعقد کی گئی۔

عورتوں کا عالمی دن

پاکستان کسان مزدور تحریک اور روٹس فار ایکوٹی کی جانب سے عورتوں کے عالمی دن کے موقع پر خیبرپختونخوا کے ضلع ہری پور کے گاؤں کامل پور میں ایک جلسے کا اہتمام کیا گیا جس میں مختلف دیہات کی کسان مزدور عورتوں نے شرکت کی۔

پی کے ایم ٹی ضلعی اجلاس

پاکستان کسان مزدور تحریک نے جنوری تا جون تک تین اضلاع میں ضلعی اجلاس منعقد کیا۔ جس کا مقصد ضلعی سطح پر ممبران کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنا اور ضلعی مسائل کو اجاگر کرنا تھا۔ اس سلسلے میں ضلع گھوٹکی میں 29 مارچ کو بے زمینوں کے عالمی دن کے موقع پر پہلا ضلعی اجلاس منعقد ہوا۔ ضلع بھر سے 107 کسانوں نے شرکت کی۔ اجلاس کا عنوان ''خومختار ہاری: خوشحال معاشرہ'' تھا۔ ضلع راجن پور میں بھی 7 اپریل کو ضلعی اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں 70 سے زیادہ کسانوں نے شرکت کی۔ اجلاس کا عنوان ''گولی منظور، جیل منظور، زمینی قبضہ نامنظور'' تھا۔ ضلع لوئر دیر میں 30 اپریل کو ضلعی اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں 60 سے زیادہ کسانوں نے شرکت کی اور اجلاس کا عنوان ''پائیدار زراعت: خوشحال کسان، خوشحال پاکستان'' تھا۔

پی کے ایم ٹی پکار تھیٹر گروپ

پی کے ایم ٹی پکار تھیٹر گروپ، ڈراموں اور نغموں کے ذریعے جاگیرداری اور سرمایہ داری نظام میں چھوٹے اور بے زمین کسان مزدور مرد عورتوں کے جاری استحصال کو اجاگر کرنے اور استحصال کے خاتمے کے لیے منظّم ہو کر جدوجہد کرنے کا پیغام عام کرتی رہی ہے۔ ان تمام ثقافتی سرگرمیوں کے ذریعے کسانوں میں بے زمینی اور نیولبرل سرمایہ دارانہ پالیسیوں کے نتیجے میں پیدا ہونے والے مسائل کو بھی اجاگر کیا جاتا ہے۔

اپریل 2019 میں اس سلسلے میں صوبہ پنجاب کے ضلع راجن پور اور ساہیوال میں دو دو اور صوبہ خیبرپختونخوا کے ضلع پشاور میں دو اور ضلع لوئر دیر میں ضلعی اجلاس میں اور ضلع ہری پور میں مزدوروں کے عالمی دن کے موقع پر تھیٹر پیش کیا گیا۔

پاکستان کسان مزدور تحریک کا تعارف

پاکستان کسان مزدور تحریک (پی کے ایم ٹی) ملک کے چھوٹے اور بے زمین کسان مزدوروں پر مشتمل ایک تنظیم ہے۔ تنظیم نے اگرچہ پی کے ایم ٹی کا نام2010 میں اختیار کیا لیکن بحیثیت کسان مزدور تنظیم یہ2008 سے سرگرم عمل ہے۔2008 میں تنظیم پاکستان کسان سنگت کے نام سے جانی جاتی تھی۔ اس کے اہم اہداف میں زراعت اور زرعی مسائل کے بارے میں عوامی بیداری، پائیدار زراعت اور خوراک کی خود مختاری شامل ہے۔

پی کے ایم ٹی کی اہم ذمہ داریوں میں ملک کے چھوٹے اور بے زمین کسان مزدوروں کے لیے حقوق، خوراک کی خود مختاری اور پائیدار زراعت کے موضوعات پر تفصیلی تربیتی پروگرام شامل ہیں۔ پی کے ایم ٹی میں فیصلہ سازی کور گروپ (مرکزی گروپ) کے ذریعے کی جاتی ہے اور تنظیمی ڈھانچے کے لیے تحریک کے ممبران عہدیداروں کا انتخاب کرتے ہیں جس میں مرکزی رابطہ کار، صوبائی رابطہ کار اور ضلعی رابطہ کار شامل ہیں۔

تحریک کے بنیادی اصول

پی کے ایم ٹی مذہب، رنگ، نسل، علاقائی اور لسانی تعصب سے بالا تر ہو کر مندرجہ ذیل اصولوں پر منظّم ہونے کا عزم رکھتی ہے:

1۔ کسانوں بالخصوص کسان عورتوں کے حقوق۔
2۔ خوراک کی خود مختاری۔
3۔ موسمی انصاف۔
4۔ پیداواری وسائل تک اختیار اور رسائی۔
5۔ اتحاد، یکجہتی اور جدوجہد۔